مسند احمد اورصحیح بخاری کا موازنہ

از

ڈاکٹر مسعود الدین عثمانی رحمہ اللہ علیہ

مع حاشیہ و تشریحی مباحث از ابو شہر یار

٢٠١٥ طبع الاول

٢٠١٧ طبع الثانی

٢٠٢٠ طبع الثالث

www.islamic-belief.net

فہرست

4 ....پیش لفظ

6 ....خلافت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مسئلہ

14 ....ہجرت مدینہ

19 ....۹ھجری میں حج کی امارت کا مسئلہ

23 ....عثمان رضی اللہ عنہ اور قرآن میں تحریف کا مسئلہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبّت کا معاملہ اور علی رضی اللہ عنہ کی افضلیت 31

33 ....خیبرکی جنگ میں علی رضی اللہ عنہ کا فوق الّبشری قوت کا مظاہر

35 ....ہجرت سے پہلے کعبہ کے بت کو توڑنا

38 .... نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کس کی گود میں ہوئی

41 ....أُمّ المومنین عائشہ بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا

47 ....عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اور مسند احمد بن حنبل

54 .... طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ

58 ....عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا معاملہ:-

61 .... یزید بن معاویہ کا معاملہ:-

65 ....عیسیٰ علیہ اسلام یا مہدی :-

69 ....مسند احمد بن حنبل کی نادر روایتیں

73 ....مباحث از ابو شہریار

ضمیمہ ۱ : اہل سنت میں رافضیت کے بیج 74
ضمیمہ ۲: مستشرقین، واقدی اور مسند احمد 89
ضمیمہ ۳: امام احمد اور عمار رضی اللہ عنہ کا قتل 99
ضمیمہ ٤ : امام احمد اور حدیث کساء 111
حرف آخر 114

بسم الله الرحمن الرحیم

پیش لفظ

امام احمد بن حنبل کو امام بخاری کا استاد کہا جاتا ہے ، لیکن اگر ان کی کتب احادیث کا مطالعہ کیا جائے تو دونوں میں حیرت انگیز تفاوت پایا جاتا ہے - زیرنظر مضمون سن ۸۰ کی دہائی میں شمارہ حبل اللہ میں شائع ہوا تھا، جو مسند احمد بن حنبل اور صحیح بخاری کے سلسلے میں ڈاکٹر مسعود الدین عثمانی رحمہ اللہ علیہ کے تحقیقی مقالہ کے طور پر چھپا تھا- اس کا مقصد یہ واضح کرنا تھا کہ تاریخ کے حوالے سے امام بخاری اور امام احمد کے منہج میں فرق ہے جو ان کی کتب کا تقابل کرنے سے واضح ہوتا ہے – مزید یہ کہ امام بخاری نے اپنی صحیح میں امام احمد سے براہ راست کوئی بھی روایت بیان نہیں کی جبکہ دونوں ہم عصر تھے اور امام احمد کے لئے مشہور کیا گیا ہے کہ وہ امام بخاری کے استاد تھے - علم دوستوں کے لئے اس مضمون کو کتابی شکل دی گئی ہے

عصر حاضر کے عرب محققین دکتور شعيب الأرنؤوط ، دکتور احمد شاکر اور ناصر الدین البانی نے اس مضمون میں پیش کردہ مسند احمد کی بعض روایات کو صحیح کہا ہے اور بعض کو ضعیف- لہذا ان محققین کے اختلاف و اجماع کا بھی حاشیہ میں ذکر کر دیا گیا ہے تاکہ دیکھا جا سکے کہ عرب محققین کی ان آراء کو قبول کرنے سے خود صحیح بخاری کی روایات ہی مشکوک ہو جاتی ہیں - واضح رہے کہ ہمارے نزدیک اس مضمون میں پیش کردہ مسند احمد کی تمام روایات ضعیف ہیں اور اس پر ویب سائٹ پر پہلے سے کافی مواد موجود ہے جو محققین کے لئے قابل غور ہے-

ڈاکٹر عثمانی کی پیش کردہ صحیح بخاری کی احادیث خود مسند احمد میں موجود ہیں اور ناقدین دکتور عثمانی کہتے ہیں کہ یہ عثمانی صاحب کی غلطی ہے کہ انہوں نے صرف ان روایات کا تذکرہ کیا ہے جو صحیح بخاری

کی مخالف ہیں - راقم کہتا ہے کہ ان لوگوں کا یہ اعتراض اس بنا پر ہے کیونکہ انہوں نے عثمانی صاحب کی اس تحقیق کا بغور مطالعہ نہیں کیا ہے - اعتراض اس پر ہے کہ مسند احمد میں شیعی منہج کی روایات کو کیوں جمع کیا گیا ہے - یہ منہج وہ ہے جو امام بخاری کو دیگر محدثین عصر سے ممتار کرتا ہے – ڈاکٹر عثمانی کا مقصد اس منہج میں فرق کو واضح کرنا ہے

مسند احمد میں شیعیت کے لئے خام مال جمع کیا گیا ہے جس سے کسی کو انکار نہیں- سلیمان ندوی کے بقول مستشرقین کی نظر انتخاب بھی تاریخ کی کتب سے ہوتی ہوئی اب مسند احمد پر ہے - ظاہر ہے کچھ تو ہے جو ہر طبقہ پسند کرتا ہے – عثمانی صاحب کے نزدیک اس قسم کی روایات کو جمع کرنے سے امام احمد کی تنقیص کا پہلو نکلتا ہے-

ابو شہر یار

خلافت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مسئلہ

بخاری نے ثابت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خلافت کے لیے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ مستحق تھے اسی لیےآپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف مواقعوں پر اس کی طرف اشارہ فرمایا

فقال النبی صلی اللہ علیہ لقد هممت او اردت ان ارسل الی ابی بکر وابنہ فاعهد ان یقول القائلون او یتمنی المتمنون ثم
قلت یأبی اللہ ویدفع المؤمنون او یدفع اللہ ویأبی المؤمنون (عکس حدیث بخاری صفحہ ۱۰۷۲ جلد ۲

ترجمہ : -

"........رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے ارادہ کیا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور ان کے بیٹے کو بلا کر ان کے (ابوبکر کے)حق میں وصیت کردوں کہ کہیں کچھ مدعی اور آرزو مند پیدا نہ ہوجائیں لیکن پھر میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ اور مومنین،ابوبکر رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی اور کو پسند نہ کریں گے-" [1]

1

مخالف کہتا ہے کہ یہی حدیث مسند احمد ح ۲۵۱۱۳ میں بھی ہے

حَدَّثَنَا يَزِيدُ، أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْيَوْمِ الَّذِي بُدِئَ فِيهِ، فَقُلْتُ: وَارَأْسَاهْ، فَقَالَ: " وَدِدْتُ أَنَّ ذَلِكَ كَانَ وَأَنَا حَيٌّ، فَهَيَّأْتُكِ وَدَفَنْتُكِ " قَالَتْ: فَقُلْتُ غَيْرَى: (1) كَأَنِّي بِكَ فِي ذَلِكَ الْيَوْمِ عَرُوسًا بِبَعْضِ نِسَائِكَ. قَالَ: " وَأَنَا (2) وَارَأْسَاهْ، ادْعُوا لِي أَبَاكِ وَأَخَاكِ حَتَّى أَكْتُبَ لِأَبِي بَكْرٍ كِتَابًا، فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ يَقُولَ قَائِلٌ، وَيَتَمَنَّى مُتَمَنٍّ: أَنَا أَوْلَى، وَيَأْبَى اللهُ عَزَّ وَجَلَّ وَالْمُؤْمِنُونَ إِلَّا أَبَا بَكْرٍ

راقم کہتا ہے یہ سب کو معلوم ہے کہ مسند احمد میں شیعیت زدہ روایات موجود ہیں - اصل اعتراض ان شیعی روایات پر ہے

(ترجمہ حدیث بخاری ص ۱۰۷۲جلد۲)

اسی طرح امام بخاری ایک خاتون کی ایک حدیث لائے

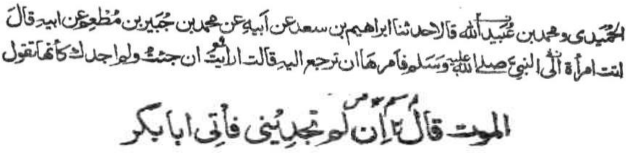
الحمیدی و محمد بن عبید اللہ قالا حدثنا ابراهيم بن سعد عن ابيه عن محمد بن جبير بن مطعم عن ابيه قال
اتت امرأة الى النبي صلى الله عليه وسلم فامرها ان ترجع اليه قالت ارايت ان جئت ولم اجدك كانها تقول
الموت قال ان لم تجديني فاتي ابا بكر

(عکس حدیث بخاری حدیث ص۵۱٦ جلد۱)

ترجمہ:-

"........... جبیربن مطعم رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک خاتون نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں- آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو (کچھ دن بعد) پھرآنے کا حکم دیا .ان خاتون نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اگر میں پھر آوں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پاؤں؟ گویا وہ یہ کہنا چاہتیں تھیں کہ آپ وفات پا چکے ہوں تو کیا کروں؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم مجھے نہ پاؤ تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس چلی جانا " [2]

(ترجمہ حدیث بخاری ص ۵۱٦جلد۱)

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نےاپنی آخری بیماری میں حکم دیا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکم دو کہ میری جگہ لوگوں کی امامت کریں-

---

2 مخالف کہتا ہے یہ حدیث مسند احمد ١٦٧٥٥ میں بھی ہے
حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرٍ، أَنَّ أَبَاهُ جُبَيْرَ بْنَ مُطْعِمٍ، أَخْبَرَهُ أَنَّ امْرَأَةً أَتَتْ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمَتْهُ فِي شَيْءٍ، فَأَمَرَهَا بِأَمْرٍ، فَقَالَتْ: أَرَأَيْتَ يَا رَسُولَ اللهِ إِنْ لَمْ أَجِدْكَ؟ قَالَ: " إِنْ لَمْ تَجِدِينِي فَأْتِي أَبَا بَكْرٍ

حدثنا اسحٰق بن نصر قال ثنا
حسين عن زائدة عن عبد الملك بن عمير قال حدثني ابو بردة عن ابي موسى قال مرض النبي صلى
الله عليه وسلم فاشتد مرضه فقال مروا ابا بكر فليصل بالناس
فأتاه الرسول فصلى بالناس في حيوة النبي صلى الله عليه وسلم (عکس حدیث بخاری ص۹۳ جلد۱)

ترجمہ:-

"...ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوے اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مرض شدید ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بھیجے ہوے صاحب ان کے پاس آئے پس(ابوبکر رضی اللہ عنہ)نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں لوگوں کی امامت کرکے نماز پڑھائی -"[3]

(ترجمہ حدیث بخاری ص ۹۳جلد۱)

بخاری نے علی رضی اللہ عنہ کی زبان سے بھی یہ ثابت کردیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلافت کی امید نہیں تھی اور وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی افضلیت کو جانتے اور مانتے تھے-

...... فاخذ بيده العباس فقال
والله انى لأرى رسول الله صلى الله عليه وسلم سيتوفى في وجعه فانى لأعرف في وجوه بني
عبد المطلب الموت فاذهب بنا الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فنسئله فيمن يكون الامر فان كان فينا علمنا
ذلك وان كان في غيرنا امرناه فاوصى بنا قال علي والله لئن سألناها رسول الله صلى الله عليه وسلم فيمنعناها
لا يعطيناها الناس ابدا لا اسألها رسول الله صلى الله عليه وسلم ابدا (عکس حدیث بخاری ص۹۲۷ جلد۲)

ترجمہ:-

3

مخالف کہتا ہے یہی حدیث امام احمد ابن حنبل مسند احمد میں تقریبًا 10 مرتبہ لائے ہیں مثلًا دیکھئے مسند احمد،مُسْنَدُ الصِّدِّيقَةِ عَائِشَةَ بِنْتِ الصِّدِّيقِ (رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا،رقم24647 اور رقم25258

"...... علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑکر عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم، مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس بیماری میں وفات پا جائیں گے کیونکہ میں بنو عبدالمطلب کے مرنے والوں کے چہرے پہچانتا ہوں اے علی آؤ چلیں اور رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کرلیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلیفہ کون ہوگا؟ اگر خلافت ہمارے خاندان میں رہنے والی ہے تو ہمیں علم ہو جائے گا اور اگر کسی دوسرے کے لیے ہوگی تو ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کر لیں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم وصیت کر جائیں گے- علی نے کہا اللہ کی قسم! اگر ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے خلافت کے بارے میں سوال کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کردیا تو لوگ ہمیں کبھی بھی خلیفہ نہ بنائیں گے میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کبھی بھی خلافت کے بارے میں سوال نہ کروں گا -"

لیکن مسند احمد بن حنبل کی روایت بیان کرتی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ خلافت کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ میں نہیں تھے بلکہ علی رضی اللہ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم خلیفہ بنانا چاہتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو امید تھی کہ وہی خلیفہ ہوں گے- اس لیے امور خلافت کے بارے میں کے بارے میں انہیں وصیت بھی کی- یہ اور بات کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کےبعد بعض حضرات نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت پر عمل نہ ہونے دیا اور علی رضی اللہ عنہ وصی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلیفہ بلا فصل نہ بن سکے-

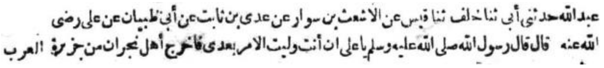
عبدالله حدثني أبي ثنا خلف ثنا قيس عن الاشعث بن سوار عن عدى بن ثابت عن أبي ظبيان عن على رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا على ان أنت وليت الامر بعدى فاخرج أهل نجران من جزيرة العرب

(عکس روایت مسند احمد بن حنبل ص۸۷ جِلد۱)

ترجمہ :-

"....علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے علی! اگر تم میرے بعد خلیفہ بنو تو اہل نجران کو جزیرہ عرب سے نکال دینا ."4

(ترجمہ روایت مسند احمد بن حنبل ص ۸۷ جلد ۱)

وصیت (امامت)رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مسئلہ:-

بخاری اس وصیت کی بات کو شد ت کے ساتھ رد کرنے کے لیے عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث لائے ہیں –

حدثنا عمرو بن زرارة ثنا اسمعيل عن ابن عون عن ابراهيم عن الاسود قال ذكروا عند عائشة ان عليا كان وصيا فقالت متى اوصى اليه وقد كنت مسندته الى صدري او قالت حجري فدعا بالطست فلقد انخنث في حجري فما شعرت انه قد مات فمتى اوصى اليه (عکس حدیث بخاری ص ۳۸۲ جلد ۱)

ترجمہ:-

"الاسود کہتے ہیں کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس لوگوں نے ذکر کیا کہ کیا علی رضی اللہ عنہ کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا وصی ہونے کی وصیت

---

4 أحمد شاكر مسند أحمد کي تخرج میں إس روایت کو صحیح کہتے ہیں - اس کی سند میں قيس ابن الربيع الأسدي الكوفي متكلم فيه راوی ہے - وقال ابن هانىء: وسئل (يعني أبا عبد الله) عن قيس بن الربيع؟ فقال: ليس حديثه بشيء. «سؤالاته» (2267) ابن ہانی کہتے ہیں میں نے امام احمد سے قیس پر سوال کیا کہا اس کی حدیث کوئی چیز نہیں - وقال المروذي: سألته (يعني أبا عبد الله) عن قيس بن الربيع، فلينه مروزی کہتے ہیں امام احمد سے قیس پر سوال کیا تو انہوں نے کہا اس میں کمزوری ہے
راقم کہتا ہے یہ حدیث امام احمد کے نزدیک صحیح نہیں ہے

کی تھی؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ آخر کس وقت ان کے متعلق یہ وصیت کی؟ میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے سینے سے یا گودسے تکیہ لگا ئے ہوئے تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی مانگا اور میری گود میں جھک پڑے مجھے تو معلوم بھی نہ ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگی ہے تو بتاؤ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کب وصیت کی؟"

(ترجمہ حدیث بخاری ص ۳۸۲ جلد ۱)

بخاری ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کی طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صاف اشارے کاسلسلے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض الموت کی حدیث لا ئے ہیں ۔

باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم سدوا الابواب الا باب ابی بکر قالہ
ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم حدثنا عبد اللہ بن محمد ثنا ابو عامر ثنا فلیح ثنی سالم ابو النضر عن بسر
ابن سعید عن ابی سعید الخدری قال خطب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الناس وقال ان اللہ خیر عبدا بین الدنیا
وبین ما عندہ فاختار ذلک العبد ما عند اللہ قال فبکی ابو بکر فعجبنا لبکائہ ان یخبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
عن عبد خیر فکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہو المخیر وکان ابو بکر ہو اعلمنا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان
من امن الناس علی فی صحبتہ ومالہ ابو بکر ولو کنت متخذا خلیلا غیر ربی لاتخذت ابا بکر خلیلا ولکن اخوۃ
الاسلام ومودتہ لا یبقین فی المسجد باب الا سد الا باب ابی بکر (عکس حدیث بخاری ص۵۱۶ جلد۱)

ترجمہ :-

باب "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ ابوبکر کے دروازے کے سوا مسجد میں کھلنےوالے سارے دروازے بند کردئیے جائیں"

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے سامنے تقریر فرمائی اور کہا کہ بیشک اللہ تعالی نے ایک بندے کو انتخاب کرنے کا موقع دیا کہ وہ دنیا پسند کرتا ہے یا اس چیز کو جو اللہ کے پاس ہے پس اس بندے نے اس چیز کو پسند کیا جو اللہ تعالی کے پاس ہے-" یہ سن کر ابوبکر رضی اللہ عنہ رو پڑے ہم لوگوں کو ان کے رونے پر تعجب ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو ایک بندے کا واقعہ بیان کررہے جس کو ان دوچیزوں میں سے انتخاب کرنے کا موقع دیا گیا ہے آخراس میں رونے کی کیا بات ہے (لیکن جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی) تب ہم سمجھے کہ وہ بندے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی تھےاورابوبکر رضی اللہ عنہ ہم سب میں سب سے زیادہ سمجھنے والے تھے-

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ سب سے زیادہ اپنی صحبت اور اپنے مال سے مجھ پر احسان کرنے والے ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں،اگر میں کسی کو اللہ تعالی کے علاوہ خلیل بناتا تو بیشک وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بناتا، لیکن اسلام کی اخوت اور مودت کافی ہے مسجد کے اندر کھلنے والے سارے دروازے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دروازے کے علاوہ بند کردئیے جائیں-"[5]

(ترجمہ حدیث بخاری ص ٥١٦ جلد ١)

اس حدیث کے مقابلے میں مسند احمد کی روایت یہ ہے-

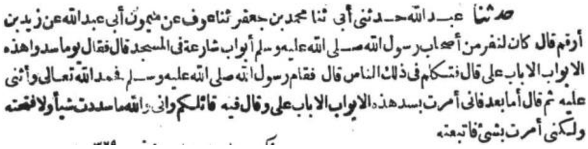
حدثنا عبد الله حدثني أبي ثنا محمد بن جعفر ثنا عوف عن ميمون أبي عبد الله عن زيد بن أرقم قال كان لنفر من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم أبواب شارعة في المسجد قال فقال يوما سدوا هذه الابواب الا باب على قال فتكلم في ذلك الناس قال فقام رسول الله صلى الله عليه وسلم فحمد الله تعالى وأثنى عليه ثم قال أما بعد فاني أمرت بسد هذه الابواب الا باب على وقال فيه قائلكم واني والله ما سددت شيأ ولا فتحته ولكني أمرت بشيء فاتبعته

(عکس روایت مسند احمد بن حنبل ص٣٦٩جِلد١)

ترجمہ:-

" ......زید بن راقم نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چند اصحاب کے دروازے مسجد نبوی میں کھلُتے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن حکم دیا کہ علی رضی اللہ عنہ کے دروازے کے علاوہ سارے دروازے بند کردو،تولوگوں نے اس حکم میں کلام کیا - پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور اللہ تعالی کی حمد و ثنا کی پھر فرمایا "اما بعد! پس میں نے حکم دیا کہ سارے دروازے بند کر دئیے جائیں سوائے علی کے دروازے کے، اور اس سلسلے میں تم میں سے کہنے والے نے کچھ کہا (اعتراض کیا)اللہ کی قسم ! میں نے نہ تو کوئی چیز بند کی اور

5

مخالف کہتا ہے

امام احمد ابن حنبل نے یہی حدیث مسند احمد میں روایت کی ہے دیکھئے مسند احمد، مُسْنَدُ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ،رقم 11134 اور رقم 11863

کھولی،مگر اس وقت جب مجھے حکم دیا گیا کسی بات کا اور تب میں نے اس کی پیروی کی-"[6]　　　(ترجمہ روایت مسند احمد بن حنبل ص ٣٦٩ جلد ٤)

6

شعيب الأرنؤوط کہتے ہیں إسناده ضعيف ومتنه منكر اس کی اسناد ضعیف اور متن منکر ہے

إس كي سند میں میمون، أبو عبد الله البصري، الكندي ہے اس کے لئے امام احمد کہتے ہیں قال عبد الله بن أحمد: سمعتُ أبي يقول: ميمون أبو عبد الله فسل میمون احمق ہے
ڈاکٹر عثمانی کا ایک ناقد کہتا ہے کہ امام بخاری کے ایک شاگرد رشید احمد بن شعیب النسائی نے تو باقاعدہ باب علي پر باب باندھا ہے
باب ذِكْرُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «أُمِرْتُ بِسَدِّ هَذِهِ الْأَبْوَابِ غَيْرَ بَابِ عَلِيٍّ *
(السنن الکبری للنسائی)
اور السنن الکبری کے اندر مذکورہ روایت ایک بار نہیں بلکہ 5 مرتبہ بیان کیا ہے

راقم کہتا ہے سنن الکبری از نسائی میں یہ باب ہے لیکن سنن النسائی میں یہ باب موجود نہیں ہے جو امام نسائی کی تنقیح کے بعد مرتب کی گئی ہے یعنی امام نسائی کے نزدیک یہ روایت صحیح نہیں تھی

ہجرت مدینہ

ہجرت مدینہ کا واقعہ اور بخاری و مسند احمد کا الگ الگ بیان –

بخاری-

قال ابن شہاب قال عروۃ قالت عائشۃ فبینما نحن یوما جلوس فی بیت ابی بکر فی نحر
الظہیرۃ قال قائل لابی بکر ھذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متقنعا فی ساعۃ لم یکن
یاتینا فیہا فقال ابوبکر فداء لہ ابی وامی واللہ ما جاء بہ فی ھذہ الساعۃ الا امر قالت فجاء
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاستاذن فاذن لہ فدخل فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم
لابی بکر اخرج من عندک فقال ابوبکر انما ھم اھلک بابی انت یارسول اللہ قال فانی قد
اذن لی فی الخروج فقال ابوبکر الصحابۃ بابی انت یارسول اللہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
نعم قال ابوبکر فخذ بابی انت یارسول اللہ احدی راحلتی ھاتین قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
بالثمن قالت عائشۃ فجہزناھما احث الجہاز وصنعنا لہما سفرۃ فی جراب فقطعت اسماء بنت
ابی بکر قطعۃ من نطاقہا فربطت بہ علی فم الجراب فبذلک سمیت ذات النطاق قالت ثم
لحق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابوبکر بغار فی جبل ثور فکمنا فیہ ثلث لیال

(عکس حدیث بخاری ص ۵۵۳ جلد ۱)

ترجمہ :-

"........ابن شہاب عروہ کے واسطے سے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتی ہیں کہ ہم لوگ ایک دن ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر میں ٹھیک دوپہر بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک کہنے والے نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ دیکھو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منہ پر چادر ڈالے تشریف لا رہے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ آمد ایسے وقت تھی کہ آپ ایسے وقت تشریف نہیں لایا کرتے تھے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا میرے ماں باپ ان پر قربان واللہ ضرور کوئی خاص بات ہے جب ہی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت تشریف لائے ہیں - عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے اور اندر آنے کی اجازت طلب کی- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اجازت دے دی گئی- آپ صلی اللہ علیہ وسلم اندر آ گئے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اپنے پاس سے اوروں کو ہٹا دوں- ابوبکر رضی

اللہ عنہ نے کہا میرا باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پرقربان، یہاں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل کے علاوہ اور کوئی نہیں - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے ہجرت کی اجازت مل گئی ہے- ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا میرےماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان! کیا مجھے بھی رفاقت کا شرف حاصل ہوگا ؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نےفرمایا کہ ہاں - اب ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا میرےماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان، آپ صلی اللہ علیہ وسلم دو اُونٹیوں میں سے ایک لے لیجئے - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا مگر قیمت دے کر- عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ہم نے ان دونوں حضرات کے لیے جلدی میں جو تیار ہوسکا تیار کر دیا اور ہم نے ان کے لیے ایک چمڑے کی ایک تھیلی میں کھانا رکھ دیا اور میرے بہن اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا نے اپنے ازار بند کا ایک ٹکڑا کاٹ کر تھیلی کےمنہ کو بند کردیا اسی لیے ان کا ذات النطاق(ازار بند والی)لقب ہوگیا اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اورابوبکر رضی اللہ عنہ جبل ثور کے غار پہنچ گئے اور اس غار میں تین دن چھپے رہے-

(ترجمہ بخاری حدیث ص ۵۵۳ جلد ۱)

بخاری کی حدیث بیان کرتی ہے کہ ہجرت مدینہ کےوقت شروع سے ابوبکرصدیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے مگر مسند احمد کی روایت کہتی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ہجرت کی بالکل خبر نہ تھی اور ان کو اس وقت معلوم ہوا جب علی رضی اللہ عنہ نےان کو بتلایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر گئے اور مجھے اپنے بستر پر لٹا گئے(تا کہ مشرکین دھوکاکھا جائیں)

روایت یہ ہے

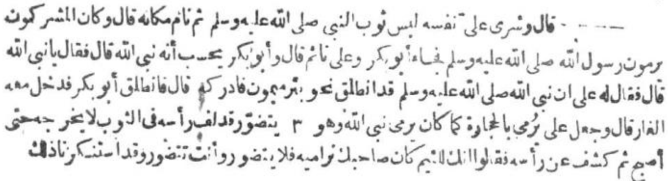
قال وشرى علي نفسه لبس ثوب النبي صلى الله عليه وسلم ثم نام مكانه قال وكان المشركون
يرمون رسول الله صلى الله عليه وسلم فجاء أبو بكر وعلي نائم قال وأبو بكر يحسب أنه نبي الله قال فقال يا نبي الله
قال فقال له علي ان نبي الله صلى الله عليه وسلم قد انطلق نحو بئر ميمون فادركه قال فانطلق أبو بكر فدخل معه
الغار قال وجعل علي يرمى بالحجارة كما كان يرمى نبي الله وهو ٣ يتضور قد لف رأسه في الثوب لا يخرجه حتى
أصبح ثم كشف عن رأسه فقالوا انك للئيم كان صاحبك نراميه فلا يتضور وأنت تتضور وقد استنكرنا ذلك

(عکس روایت مسند احمد ص ۳۳۱ جِلد۱)

ترجمہ :-   .... عبدللہ ابن عبّاس رضی اللہ عنہ نے کہا تف ہے ان پر جو ایسے شخص (علی رضی اللہ عنہ)کی برائی کررہے ہیں جس کی دس مشہور فضیلتیں ہیں ان میں سے ایک یہ کہ انہوں نے(علی رضی اللہ عنہ نے) اللہ کی رضا کے لیے اپنی جان بیچ دی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا لباس پہن کر ان کی جگہہ (ہجرت کے موقع پر) ان کے بستر پر سو گئے- مشرک رات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پتھراؤ کیا کرتے تھے- اس رات ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور علی رضی اللہ عنہ سو رھے تھے ابوبکر رضی اللہ عنہ سمجھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سو رہے ہیں تو انہوں نے کہا کہ اے اللہ کے نبی! علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تو بئرمیمون کی طرف چلے گئےہیں–ان سے جا کر مل جایے- پس ابوبکر رضی اللہ عنہ روانہ ہوئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غار میں داخل ہو گئے- اب علی رضی اللہ عنہ کو پتھرمارے جانے لگے جسیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مارے جاتے تھے علی رضی اللہ عنہ تڑپ اٹھتے اور بل کھاتے تھے انہوں نے اپنے چہرےکو ڈانپ رکھا تھا چہرہ باہراس وقت تک نہ نکالا جب تک صبح نہ ہو گئی-پھر چہرے سے کپڑا ہٹایا مشرکوں نے کہا بدبخت! تم ہو، تمہارے صاحب پر ہم پتھراؤکرتے اور وہ بل تک نہیں کھاتےاور تم کانپ کانپ رھے تھے، ہم نے اس کو سخت ناپسند کیا-"[7]

7

مسند احمد کے شارح عبد الله بن عبد المحسن التركي   کہتے ہیں إسناده ضعيف اس کی اسناد ضعیف ہیں – احمد شاکر صحیح کہتے ہیں -   اس میں أبو بلج ہے جس کا نام يحيى بن سليم يا ابن أبي سليم ہے تهذيب التهذيب کے مطابق وقال أحمد: روى حديثًا منكرًا امام احمد کہتے ہیں منکر روایات نقل کرتا ہے- احمد شاکر کہتے ہیں کہا جاتا ہے بخاری نے اس کو فيه نظر کہا جبکہ میں نے تاریخ الکبیر میں یہ نہیں پایا اور اس کا ذکر تاریخ صغیر میں نہیں ہے – راقم کہتا ہے احمد شاکر کی تحقیق میں نقص ہے – بخاری کا یہ قول الکامل از ابن عدی میں يَحْيى بن أبي سليم أبو بلج الفزاري کے ترجمہ میں سندا نقل ہوا ہے
سمعتُ ابن حماد يقول: قال البُخارِيّ يَحْيى بن أبي سليم أبو بلج الفزاري سمع مُحَمد بن حاطب، وعَمْرو بن ميمون فيه نظر.

ابو عبد الله الحاكم النيشاپوری (المتوفىٰ: ٤٠٥ھ) نے مستدرک میں یہی   روایت پیش کی

(ترجمہ

روایت مسند احمد ص۳۳۱جِلد۱)

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ، ثنا زِيَادُ بْنُ الْخَلِيلِ التُّسْتَرِيُّ، ثنا كَثِيرُ بْنُ يَحْيَى، ثنا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ أَبِي بَلْجٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: " شَرَى عَلِيٌّ نَفْسَهُ، وَلَبِسَ ثَوْبَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ نَامَ مَكَانَهُ، وَكَانَ الْمُشْرِكُونَ يَرْمُونَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَدْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلْبَسَهُ بُرْدَةً، وَكَانَتْ قُرَيْشٌ تُرِيدُ أَنْ تَقْتُلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجَعَلُوا يَرْمُونَ عَلِيًّا، وَيَرَوْنَهُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَدْ لَبِسَ بُرْدَةً، وَجَعَلَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَتَضَوَّرُ، فَإِذَا هُوَ عَلِيٌّ فَقَالُوا: إِنَّكَ لَتَتَضَوَّرُ، وَكَانَ صَاحِبُكَ لَا يَتَضَوَّرُ وَلَقَدِ اسْتَنْكَرْنَاهُ مِنْكَ

ترجمہ:

ابن عباسؓ نے فرمایا: علیؓ نے اپنی جان کی بازی لگادی، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر اوڑھ کر ان کی جگہ لیٹ گئے۔ اس سے قبل مشرکین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیتیں دیا کرتے تھے۔ ہجرت کی رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؓ کو اپنی چادر اوڑھائی تھی۔جبکہ قریش معاذ اللہ رسول اللہ کو شہید کرنا چاہتے تھے۔ چنانچہ، ان لوگوں نے علیؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سمجھ کر اذیتیں دینا شروع کردیں، (ان کی تکالیف دینے کی وجہ سے) علیؓ پیچ و تاب کھانے لگے۔ اس وقت ان کو اندازہ ہوگیا کہ یہ تو علی ہے رسول اللہ نہیں۔ تب وہ بولے: تم مجبور سے معلوم ہو رہے ہو جبکہ تمہارا ساتھی اس طرح نہیں مجبور ہوتے تھے، اور ہمیں اصل دشمنی اسی سے ہے۔

[المستدرك على الصحيحين للحاكم، جلد ۳، صفحہ نمبر ۵، رقم: ۴۲۶۳]

اس حدیث کو امام حاکم اور امام ذہبی دونوں نے صحیح کہا۔

ہَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ

یہی روایت امام احمد نے فضائل الصحابہ میں بھی روایت کی ہے ،کتاب فضائل الصحابہ کے محقق وصي اللہ محمد عباس نے اس حدیث کو حسن کہا ہے

دیکھئے فضائل الصحابة (1168)ص 849

https://archive.org/details/fshabafshaba/page/n848

فضائل الصحابہ کے دوسرے نسخہ میں

https://archive.org/stream/wahawaha/fshaba#page/n682/mode/2up

اس طرح مسند احمد نے بتلایا کہ ہجرت کے معاملے کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نےاس قدر راز میں رکھا کہ علی رضی اللہ عنہ کے سوا کسی کوکانوں کان خبر نہ ہونے دی اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اس وقت پتا چلا جب انہوں نے علی رضی اللہ عنہ کوبستر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر سوتے ہوئے پا کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سمجھا اور اے نبی اللہ کہہ کر خطاب کیا اس وقت علی رضی اللہ عنہ نےبتلایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بئرمیمون کی طرف گئےہیں تب ابوبکر رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر غارمیں داخل ہوئے-

۹ھجری میں حج کی امارت کا مسئلہ

بخاری نے ثابت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی کے آخری دور میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے واضح اشارے فرما دیئے تھے اور سن۹ہجری میں جنگ تبوک سے واپس ہوتے ہوئے ابوبکر رضی اللہ عنہ کوامیر حج بنا کر مکہ روانہ کر دیا تھا پھر جب سورہ برات کی آیتیں اتریں تو علی رضی اللہ عنہ کو ان آیتوں کے احکام کا اعلان عام کرنے کے لیے ابوبکر رضی اللہ عنہ کےپاس مکے بھیج دیا اور علی رضی اللہ عنہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور دوسرے اصحاب کے ساتھ مل کر اعلان کیا-

لیکن -----------------!

مسند احمد کی روایتیں بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتدا میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امیرضرور بنایا تھا مگر جب سورۃ برآت کی آیتیں اتریں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کومعزول کرکے اپنے قریب ترین فرد علی رضی اللہ عنہ کو امیر بنایا-

بخاری اور مسند احمد دونوں کی دونوں روایتیں سامنے ہیں

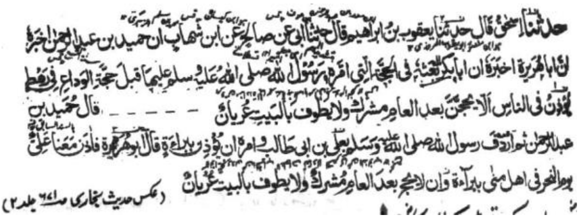
حدثنا اسحٰق قال حدثنا یعقوب بن ابراهيم قال حدثنا ابی عن صالح عن ابن شهاب ان حميد بن عبد الرحمن اخبره ان ابا هريرة اخبره ان ابا بكر بعثه فی الحجة التی امره رسول الله صلی الله عليه وسلم عليها قبل حجة الوداع فی رهط يؤذنون فی الناس الا لا يحجن بعد العام مشرك ولا يطوف بالبيت عريان ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ قال حميد بن عبد الرحمن ثم اردف رسول الله صلی الله عليه وسلم بعلی بن ابی طالب وامره ان يؤذن ببراءة قال ابو هريرة فاذن معنا علی يوم النحر فی اهل منی ببراءة وان لا يحج بعد العام مشرك ولا يطوف بالبيت عريان

(عکس حدیث بخاری ص۶۷۱ جلد ۲)

ترجمہ :-

"................ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھے اس حج میں جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حجتہ الودع سے پہلےامیر بنایا تھا ایک جماعت کے ساتھ بھیجا تاکہ ہم لوگوں میں اعلان کردیں کہ

اس سال کے بعد نہ تو کوئی مشرک حج کرسکے گا اور نہ کعبہ کا برہنہ طواف- - - - - حمید بن عبدالرحمن نے کہا کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور حکم دیا کہ وہ سورۃ برآۃ کا اعلان کریں- ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا پس علی رضی اللہ عنہ نےہمارے ساتھ مل کر منیٰ میں یوم النحربرآت کا اعلان کیا کہ نہ حج کرےاس سال کے بعد کوئی مشرک اور نہ خانہ کعبہ کا برہنہ طواف-"

(ترجمہ حدیث بخاری ص۶۷۱جلد۲)

ان حدیثوں کے مقابلےمیں مسند بن حنبل کی روایتیں یہ ہیں

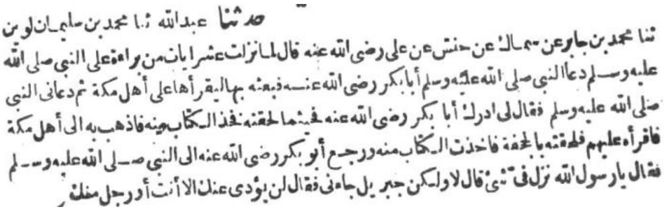

حدثنا عبدالله ثنا محمد بن سليمان لوين
ثنا محمد بن جابر عن سماك عن حنش عن علي رضي الله عنه قال لما نزلت عشر آيات من براءة على النبي صلى الله
عليه وسلم دعا النبي صلى الله عليه وسلم أبا بكر رضي الله عنه فبعثه بها ليقرأها على أهل مكة ثم دعاني النبي
صلى الله عليه وسلم فقال لي أدرك أبا بكر رضي الله عنه فحيثما لحقته فخذ الكتاب منه فاذهب به الى أهل مكة
فاقرأه عليهم فلحقته بالجحفة فأخذت الكتاب منه ورجع أبو بكر رضي الله عنه الى النبي صلى الله عليه وسلم
فقال يا رسول الله نزل في شيء قال لا ولكن جبريل جاءني فقال لن يؤدي عنك الا أنت أو رجل منك

(عکس مسند احمد بن حنبل ص ۱۵۱جلد۱)

ترجمہ :-"..........علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم پرسورۃ برآت کی دس آیتیں نازل ہوئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بلوایا اور مکے بھیجا تاکہ انہیں مکے والوں کو پڑھکر سنادیں- پھر مجھے (علی رضی اللہ عنہ) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بلایااور فرمایا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کتاب لے لینا اور تم خود اہل مکہ کے پاس لے جانا اور پڑھکر سنانا-علی رضی اللہ عنہ نے کہا میں ان(ابوبکر رضی اللہ عنہ)سے حجفہ میں ملا اور کتاب لے لی- ابوبکر رضی اللہ عنہ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (مدینے)لوٹ آئے- انہوں نےعرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا میرے متعلق کچھ نازل ہوا ہے ارشاد فرمایا،نہیں لیکن جبرئیل میرے پاس آئے اور کہا کہ آپکی طرف سے کوئی شخص ہرگزقائم مقام

نہیں ہوسکتا- آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود جائیں یہ اس کو بھیجیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ہو[8]-

(ترجمہ روایت مسند احمد بن حنبل ص ۱۵۱ جِلد۱)

یہ روایت ثابت کرتی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ"**رجلٌ منك**"(وہ شخص جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ھو)میں سے نہیں تھے علی رضی اللہ عنہ ہی ایسے شخص تھے-

مسند نے دوسری روایت ابوبکرصدیق رضی اللہ عنہ کی زبانی لا کر یہی بات ثابت کر دی کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو نبی صلی اللہ وسلم نے معزول کرکے فرمایا کہ مجھے یہ حکم ملا کہ ان آیتوں کی تبلیغ میں خود کروں یا وہ شخص جو مجھ سے ہو-

(رجلٌ منیّ)

حدثنا عبد الله قال حدثني أبي قال ثنا وكيع قال قال اسرائيل قال أبو اسحق عن زيد بن يثيع عن أبي بكر ان النبي صلى الله عليه وسلم بعثه ببراءة لأهل مكة لا يحج بعد العام مشرك ولا يطوف بالبيت عريان ولا يدخل الجنة الا نفس مسلمة من كان بينه وبين رسول الله صلى الله عليه وسلم مدة فاجله الى مدته والله برىء من المشركين ورسوله قال فسار بها ثلاثا ثم قال لعلي رضي الله تعالى عنه الحقه فرد على أبا بكر وبلغها أنت قال ففعل قال فلما قدم على النبي صلى الله عليه وسلم أبو بكر بكى قال يا رسول الله حدث في شيء قال ما حدث فيك الا خير ولكن أمرت ان لا يبلغه الا أنا أو رجل مني

(عکس روایت احمد بن حنبل ص۳ جلد۱)

ترجمہ :-

"............ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ وسلم نے انہیں برآ ت کا اعلان کرنے کے لیے مکے والوں کے پاس بھیجا کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک نہ تو حج کرنے کے لیے آئے اور نہ برہنہ (حالت میں)خانہ کعبہ کا طواف کرے- جنّت میں مسلم شخص کے علاوہ کوئی اور داخل نہ ہوگا- وہ شخص جس کے درمیان اور

8

أحمد شاکرکہتے ہیں إسناده حسن اس کی اسناد حسن ہیں شعيب الأرنؤوط کہتے ہیں اس کی اسناد ضعیف ہیں اس کی سند میں حنش بن المعتمر ہے امام احمد کہتے ہیں • قال أبو داود: قلت لأحمد: حنش أبو المعتمر؟ قال: ما أعلم إلا خيرًا میں نے اس میں بھلائی کے سوا کچھ نہ دیکھا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان کسی مدت کا معا ہدہ اس مدت تک باقی رھے گا اللہ تعالی مشرکین سے بری ہے اور اس کا رسول بھی- پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا وہ تین دن چلتے رھے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا جاؤجا کر ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مل جاؤ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کو میرے پاس بھیج دو- اور تم خوداس اعلان کو مکہ والوں تک پہنچاؤ- پس علی رضی اللہ عنہ نے ایسا ہی کیا اور جب وہ (ابوبکر رضی اللہ عنہ) نبی صلی اللہ وسلم کے پاس واپس آئے تو روئے اور کہا کہ اے رسول اللہ صلی اللہ وسلم! کیا میرےبارے میں کوئی نئی بات واقعہ ہوئی ہے؟ نبی صلی اللہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں تمھارے بارے میں خیر کے علاوہ کچھ واقع نہیں ھوا- لیکن مجھے حکم دیا گیا ہے کہ ان کو کوئی اور نہ پہنچائے-مگر'میں' یا وہ شخص جو مجھ سے ہو-"[9]

(ترجمہ روایت مسند احمد بن حنبل ص ٣ جلد ١)

---

[9] احمد شاکر کہتے ہیں إسنادہ صحیح اس کی اسناد صحیح ہیں –

عثمان رضی اللہ عنہ اور قرآن میں تحریف کا مسئلہ

کہنے والے کہتے ہیں کہ موجودہ قرآن وہ قرآن نہیں ہے ،جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اترا تھا موجودہ قرآن میں صرف چھ ہزار کے قریب آیتیں ہیں.حالاں کہ اصلی قرآن جو جبرئیل علیہ اسلام لے کر آئے تھے اور جیسےعلی رضی اللہ عنہ نےمرتب کرکےاپنے بعد کے آنے والے آئمہ کے سپرد کردیا اور جواب صرف بارہویں امام "المھدی" کےپاس ایک غار میں موجود ہے-(۱۷۰۰۰)سترہ ہزارآیتیں تھیں اس اصلی قرآن میں مسئلہ امامت کا ہرجگہ بیان تھا اسی میں سورۃ علی ،سورۃ فاطمہ،حسن وحسین نامی سورتیں بھی تھیں لیکن لوگوں نے کاٹ چھاٹ کرکے ان کو نکال کر موجودہ قرآن مرتب کردیا-

اس کے جواب میں کہا جاتا ہے کہ یہ بات کیسے ممکن ہے! جبکہ اللہ تعالی نے قرآن کی حفاظت کا ذمہ خود لے لیا ہے

اِنَّانَحْنُ نَزَّلْنَاالذِّكْرَوَاِنَّالَهٗ لَحٰفِظُوْنَ

ترجمہ:- ہم نے ہی قرآن (الذکر)کو نازل کیا اور ہم خود اس کے نگہبان ہیں-" (الحجر آیت۹)

امّت کی اکثریت کا اجماع ہے کہ قرآن کی آیتوں اور سورتوں کی ترتیب بھی توقیفی (اللہ کی طرف)سے ہے-

بخاری روایت کرتے ہیں کہ جنگ یمامہ کے بعد عمر رضی اللہ عنہ کے مشورے سے ابوبکرصدیق رضی اللہ عنہ نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ انصاری کو حکم دیا کہا وہ قرآن کی آیتوں کو جمع کر کے ایک مصحف(کتابی شکل میں) مرتب کریں- انہوں نے اس پر عمل کیا اور یہ مصحف ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس محفوظ رہا- اس کے بعد عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اور پھر اُمّ المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس- پھر اسی مصحف کو حفصہ رضی اللہ عنہا سے لے کر عثمان رضی اللہ عنہ نے

اسکی نقول سارے صوبوں کو بھیج کرحکم دے دیا اب اسی نسخے کے مطابق قرات کی جائے،اور دوسرے تمام مصحف جلا دیے جائیں -

فكانت الصحف عند ابى بكر حتى توفاه الله ثم عند عمر حياته ثم عند
حفصة بنت عمر حدثنا موسى قال حدثنا ابراهيم قال حدثنا ابن شهاب ان انس بن مالك
حدثه ان حذيفة بن اليمان قدم على عثمان وكان يغازى اهل الشام فى فتح ارمينية و
اذربيجان مع اهل العراق فافزع حذيفة اختلافهم فى القراءة فقال حذيفة لعثمن يا امير المؤمنين
ادرك هذه الامة قبل ان يختلفوا فى الكتاب اختلاف اليهود والنصارى فارسل عثمن
الى حفصة ان ارسلى الينا بالصحف ننسخها فى المصاحف ثم نردها اليك فارسلت بها حفصة
الى عثمن فامر زيد بن ثابت وعبد الله بن الزبير وسعيد بن العاص وعبد الرحمن بن الحارث
ابن هشام فنسخوها فى المصاحف وقال عثمن للرهط القرشيين الثلثة اذا اختلفتم انتم وزيد
ابن ثابت فى شئ من القران فاكتبوه بلسان قريش فانما نزل بلسانهم ففعلوا حتى اذا نسخوا
الصحف فى المصاحف رد عثمن الصحف الى حفصة وارسل الى كل افق بمصحف مما نسخوا وامر
بما سواه من القران فى كل صحيفة او مصحف ان يحرق

(عکس حدیث بخاری ص۷۴۶، جلد۲)

ترجمہ :-

"یہ نسخہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس ان کی وفات تک رہا،پھر عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اورپھر حفصہ رضی اللہ عنہا بنت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس- حذیفہ بن الیمان آرمینیہ اور آذربا ئیجان کی جنگوں میں شریک تھے- وہ عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس واپس آئے انہوں نے ان جنگوں میں دیکھا کہ مجاہدین قرات قرآن کے بارے میں اختلاف رکھتے ہیں انہوں نے عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا اے امیر المومنین! اس امّت کی خبر لیجئے اس سے پہلے کہ لوگ کتاب (قرآن میں)اس طرح اختلاف کریں جیسا یہود و نصاریٰ نے کیا تھا-عثمان رضی اللہ عنہ نے امؓ المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہلوایا کہ وو قرآن کا وہ سرکاری نسخہ بھیج دیں جو ان کے پاس (عمر رضی اللہ عنہ کے بعد) محفوظ ہے بھیج دیں اس کی نقلیں کرانے کے بعد،وہ ان کو واپس کردیا جائے گا- حفصہ رضی اللہ عنہانے وہ نسخہ بھیج دیا- عثمان رضی اللہ عنہ نےزید بن حارث رضی اللہ عنہ،عبدللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ،سعید بن العاص رضی اللہ عنہ اورعبدالرحمن بن الحارث ابن ہشام رضی اللہ عنہ کو نقلیں کرنے کا حکم دیا- ان چار حضرات میں سے صرف زید رضی اللہ عنہ انصاری تھے باقی تینوں حضرات قریشی تھے-عثمان رضی اللہ عنہ نےان تینوں کو یہ ہدایت کی کہ جب زید رضی اللہ عنہ بن ثابت سے تمہارا اختلاف ہو،تو اس کو قریش کی زبان میں لکھنا

کیونکہ قرآن مجید قریش کی زبان میں نازل اترا ہے- غرض ان حضرات نے (اس سرکاری)قرآن کی نقلیں کیں اوران نسخوں میں سے ایک ایک نسخہ ہر صوبے کو بھیج دیا- عثمان رضی اللہ عنہ نے حکم دیاکہ(قران کو اس نسخے کے مطابق پڑھا جائے اور) باقی نسخے جلا دئیے جائیں-"

(ترجمہ حدیث بخاری ص ٧٤٦ جِلد٢)

پھر بخاری حدیث لائےکہ عثمان رضی اللہ عنہ نے قرآن کو جس شکل میں پایا تھا اس میں زرہ برابر بھی رد و بدل نہیں کیا-

حدثنا عبداللہ بن ابی الاسود قال حدثنا حمید بن الاسود ویزید بن زریع قال حدثنا حبیب بن الشہید عن ابن ابی ملیکة قال قال ابن الزبیر قلت لعثمن ہذه الآیة التی فی البقرة والذین یتوفون منکم ویذرون ازواجا الی قوله غیر اخراج قد نسختها الاخری فلم تکتبها قال تدعها یا ابن اخی لا اغیر شیئا منه من مکانه قال حمید او نحو ہذا (عکس حدیث بخاری ص ٦٥١ جلد ٢)

ترجمہ :-

"........ عبدللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب قرآن کی نقلیں تیار کی جارہی تھیں تو میں نے عثمان رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ سورۃ البقرۃ کی یہ آیت وَالَّذِیْنَ یُتَوَفَّوْنَ مِنْکَمْ وَیَذَرُوْنَ اَزْوَاجًاوَّصِیَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًااِلَی الْحَوْلِ غَیْرَاِخْرَاجٍ، کوتو دوسری آیت (جواس سے پہلے سورہ البقرۃ میں آ چکی ہے)،(وَالَّذِیْنَ یُتَوَفَّوْنَ مِنْکُمْ وَیَذَرُوْنَ اَزْوَاجًایَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍوَّعَشْرًا) نے منسوخ کردیا ہے تو پھر آپ اس کو کیوں لکھواتے ہیں- عثمان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ اے بھتیجے میں قرآن کی کسی چیز کو اس کی جگہ سے نہیں ہٹاوں گا-"

(ترجمہ حدیث بخاری ص ٦٥١جلد ٢)

اب مسند احمد بن حنبل کی روایت دیکھیے-

(مسند عثمان بن عفان رضی الله تعالی عنه) * حدثنا عبد الله حدثني أبي ثنا يحيى بن
سعيد ثنا عوف ثنا يزيد يعني الفارسي قال أبي أحمد بن حنبل وثنا محمد بن جعفر ثنا عوف عن
يزيد قال قال لنا ابن عباس رضی الله عنه قلت لعثمان بن عفان ما حملكم على ان عمدتم الى الانفال وهي من
المثاني والى براءة وهي من المائين فقرنتم بينهما ولم تكتبوا قال ابن جعفر بينهما سطرا بسم الله الرحمن
الرحيم ووضعتموها في السبع الطوال ما حملكم على ذلك قال عثمان رضی الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه
وسلم كان مما يأتي عليه الزمان ينزل عليه من السور ذوات العدد وكان اذا أنزل عليه الشيء يدعو بعض من
يكتب عنده يقول ضعوا هذا في السورة التي يذكر فيها كذا وكذا وينزل عليه الآيات فيقول ضعوا هذه
الآيات في السورة التي يذكر فيها كذا وكذا وينزل عليه الآية فيقول ضعوا هذه الآية في السورة التي
يذكر فيها كذا وكذا وكانت الانفال من أوائل ما أنزل بالمدينة وبراءة من آخر القرآن فكانت قصتها شبيها
بقصتها فقبض رسول الله صلى الله عليه وسلم ولم يبين لنا انها منها وظننت انها منها فمن ثم قرنت بينهما ولم
أكتب بينهما سطرا بسم الله الرحمن الرحيم قال ابن جعفر ووضعتها في السبع الطول

(عکس روایت مسند احمد بن حنبل ص۵۷ جلد ۱)

ترجمہ:- (یہ مسند احمد میں مسند عثمان رضی اللہ عنہ کی پہلی روایت ہے)

"........یزید (الفارسی) کہتے ہیں کہ ہم سے عبداللہ ابن عبّاس نے کہا کہ میں نے عثمان رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اس کیا سبب ہے کہ آپ نے انفال کو جو مثالی (قرآن کی بار بار پڑھی جانے والی چھوٹی سورتوں)میں سے ہے اور برات کو جو مائین (بڑی سورتوں) میں سے ہے ملا دیا-اور ان کے درمیان ایک سطرمیں بسم اللہ الرحمن الرحیم بھی نہیں لکھی اور اس کو سبع طوال(سات لمبی سورتوں) میں رکھ دیا کس چیز نے آپ کو اس بات پر آمادہ کیا؟ عثمان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بعض اوقات کئی کئی سورتیں نازل ہوتی تھیں اور آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی چیز نازل ہوتی تھی-تو آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کاتبانِ وحی میں سے بعض کو بلا کر فرما دیتے تھے کہ اِس کو اُس سورت میں رکھ دو جس میں ان باتوں کا ذکر ہے اور اس کے بعد جو نازل ہوتا اس کے متعلق بھی یہی فرماتے سورۃ الانفال قیام مدینہ کے ابتدائی زمانہ میں نازل ہوئی تھی اور سورۃ برآت قران کا آخری حصہ ہے جو نازل ہوا اور دونوں کے قصے ملتے جلتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم لوگوں کو یہ نہیں بتایا کہ یہ (سورۃ الانفال) اس (سورۃ برآت)میں سے ہے- میں نے گمان کیا کہ یہ اسی میں سے ہے اس وجہ سے میں نے ان دونوں کو ملا دیا اور بیچ میں بسم اللہ الرحمن

الرحیم کی سطر نہیں لکھی-اس روایت کے راوی ابن جعفر نے یہ اضافہ بھی کیا کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا اور میں نے اس کو سبع طوال میں رکھ دیا-"[10]

(ترجمہ روایت مسند احمد بن حنبل ص۵۷ جِلد۱)

بخاری روایت کریں کہ قرآن کی ترتیب ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ہو گئی تھی اور قرآن کا وہ سرکاری نسخہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد عمر رضی اللہ عنہ اور پھرحفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس محفوظ تھا اس کی صرف نقلیں عثمان رضی اللہ عنہ کے حکم سے مملکت اسلامیہ میں بھیج دی گئیں تھیں اور یہ روایت بیان کرتی ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ کی رائے کا قرآن کی ترتیب میں دخل ہے انہوں نے اس میں تصرف بھی کیا اور یہ بھی کہ قرآن کی ترتیب جو خالص توفقی(اللہ کی طرف سے) مانی جاتی ہے صحیح نہیں ہے- اور اللہ تعالی نے جو خود فرمایا ہے الیوم اکملت لکم دینکم اور یہ کہ" ہم نے قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی محافظ ہیں" یہ بھی محلِ نظر ہے - اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی قرآن کی ترتیب کے سلسلے میں پورا حکم دیئےبغیر وفات پا گئے-اور قرآن صحیح طور پر مکمل نہ ہو سکا

10

شعیب کہتے ہیں إسناده ضعيف ومتنه منكر اس کی اسناد ضعیف اور متن منکر ہے امام احمد کہتے ہیں یزید بن ہرمز، هو يزيد الفارسي. «العلل» (5422) امام بخاری تاریخ الکبیر میں لکھتے ہیں الَّذِي كَانَ أَمِيرَ الْمَوَالِي بالمَدِينَة فِي الْفِتْنَةِ یہ فتنہ عثمان میں آزاد کردہ غلاموں کاامیر تھا- طبقات ابن سعد کے مطابق وكان أمير الموالي يوم الحرة یہ آزاد کردہ غلاموں پر حرہ کے دن امیر تھا - يحيى بْن سَعِيد القطان کے مطابق یزید الفارسی اور یزید بن ہرمز الگ الگ ہیں- احمد شاکر مسند احمد کی تعلیق میں کہتے ہیں :
ووجدت أستاذنا العلامة محمد رشيد رضا رحمه الله علق عليه في الموضعين، فقال في الموضع الأول بعد الكلام على يزيد الفارسي: "فلا يصح أن يكون ما انفرد به معتبراً في ترتيب القرآن الذي طلب فيه التواتر". وقال في الموضع الثاني: "فمثل هذا الرجل لا يصح أن تكون روايته التي انفرد بها مما يؤخذ به في ترتيب القرآن المتواتر
اور میں نے استاد علامہ رشید رضا کا کلام پایا کہ انہوں نے دو مقام پر اس روایت پر کلام کیا – پہلے مقام پر یزید الفارسی پر کلام کے بعد کہا اس میں کچھ صحیح نہیں جس میں اس راوی کا تفرد ہے ترتیب قرآن کے حوالے سے (برعکس اس کے) جو تواتر سے ملتا ہے اور دوسری جگہ رشید نے کہا پس اس جیسے شخص کی روایت صحیح نہیں ہے جس میں اس کا تفرد بھی ہو کہ قرآن المتواتر میں ترتیب کے حوالے سے

خلفائےراشدین،امہات المومنین رضی اللہ عنہن،سارے صحابہ رضی اللہ عنہم اور صحابیات رضی اللہ عنہن اور خود علی رضی اللہ عنہ اپنے زمانے میں اسی ابوبکر رضی اللہ عنہ کےحکم سے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا مرتب کردہ قرآن کو پڑھتے رہے اورکوئی کھٹک پیدا نہ ہوئی- دراصل یہ عثمان رضی اللہ عنہ کے پردے میں خود قرآن کریم پر وار ہے اور کہا جارہا ہے کہ قرآن کریم میں تصرف ہوا ہے اور ضرور ہوا ہے اور چونکہ عثمان رضی اللہ عنہ نے صرف ابوبکر رضی اللہ عنہ کے نسخے کی نقلیں کرائی تھیں اس لیے یہ سلسلہ عثمان رضی اللہ عنہ سے گزر کر عمر رضی اللہ عنہ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے اور اس طرح لوگوں کا یہ الزام کہ فلاں فلاں اور فلاں نے اصلی قرآن میں کتربیونت کر کے اپنے مفاد کے خلاف جو خاندانِ علی رضی اللہ عنہ اور آئمہ کے بارے میں مواد تھا،اس کو قرآن سے نکال دیا ہے-

اس طرح خلفاء ثلاثہ پر قرآن میں تحریف اور تصرف کا الزام ثابت کرتے ہوئے مسند احمد بن حنبل کی روایتوں نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی فضیلت کی ترتیب بھی بدل ڈالی-

بخاری نے ابوموسیٰ الا شعری رضی اللہ عنہ کی حدیث لا کر ثابت کیا ہے وہ تین حضرات جن کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جنّت کی بشارت دی ابوبکر رضی اللہ عنہ،عمر رضی اللہ عنہ اورعثمان رضی اللہ عنہ تھے-

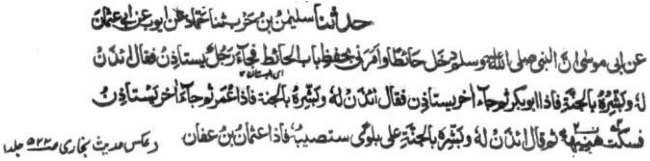
حدثنا سلیمن بن حرب ثنا حماد عن ایوب عن ابی عثمان
عن ابی موسیٰ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم دخل حائطا وامرنی بحفظ باب الحائط فجاء رجل یستاذن فقال ائذن
له وبشره بالجنة فاذا ابوبکر ثم جاء اخر یستاذن فقال ائذن له وبشره بالجنة فاذا عمر ثم جاء اخر یستاذن
فسکت هنیهة ثم قال ائذن له وبشره بالجنة علی بلوی ستصیبه فاذا عثمان بن عفان
(عکس حدیث بخاری ص۵۲۲ جلد۱)

ترجمہ:-

"......... ابو موسیٰ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک با غ میں داخل ہوئے اور مجھے حکم دیا کہ میں دروازہ کی دربانی کروں پھر ایک صاحب آئےاور اندر آنے کی اجازت مانگی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کو اجازت دے دو اور جنت کی خوشخبری بھی سنادو- میں دیکھتا ہوں تو وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے- پھر ایک دوسرے صاحب آئے- انھوں نے بھی اندر آنے کی اجازت مانگی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اجازت دے دو- اور جنّت کی خوشخبری

سنادو- دیکھتا کیا ہوں وہ عمر رضی اللہ عنہ ہیں-پھر ایک تیسرے صاحب نے اجازت طلب کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم تھوڑی دیر خاموش رہے اور پھر فرمایا کہ اجازت دے دو اور جنّت کی خوشخبری سنا دو(دنیا میں) ایک بڑی آزماش کے بعد میں نے دیکھا کہ وہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھے-

(ترجمہ حدیث بخاری حدیث ص ۵۲۲جلد۱)

لیکن مسند کی روایت بیان کرتی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اورعمر رضی اللہ عنہ آگئے- پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم، عثمان رضی اللہ عنہ کے بجائےعلی رضی اللہ عنہ کے آنے کی بے قراری کے ساتھ دعاکرتے رہے یہاں تک کہ علی رضی اللہ عنہ آگئے-

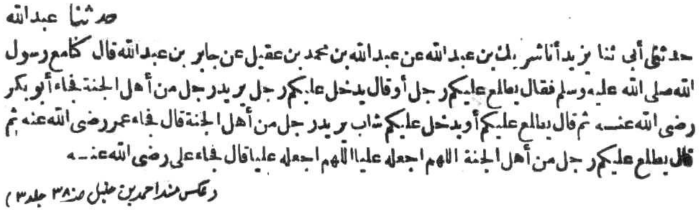
حدثنا عبدالله
حدثني أبي ثنا يزيد أنا شريك بن عبد الله عن عبد الله بن محمد بن عقيل عن جابر بن عبد الله قال كنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال يطلع عليكم رجل أو قال يدخل عليكم رجل يريد رجل من أهل الجنة فجاء أبو بكر رضي الله عنه ثم قال يطلع عليكم أو يدخل عليكم شاب يريد رجل من أهل الجنة قال فجاء عمر رضي الله عنه ثم قال يطلع عليكم رجل من أهل الجنة اللهم اجعله عليا اللهم اجعله عليا قال فجاء علي رضي الله عنه -
(عکس مسند احمد بن حنبل صفحہ ۳۸۰ جلد ۳)

ترجمہ :-

"…..جابربن عبدللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے- آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمھارے پاس اب ایک جنتی شخص آئیں گے پس ابوبکر رضی اللہ عنہ آ گئے- پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے پاس اب ایک جوان آئیں گے- جو جنتی ہیں- پس عمر رضی اللہ عنہ آ گئے،پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے پاس ایک جنتی شخص آئیں گےاور پھر دعا کی کہ اے اللہ اس آنے والے کو علی بنا دے-اے اللہ اس آنے والے کو علی بنا دے پس علی رضی اللہ عنہ آ گئے-"[11]

11

(ترجمہ روایت مسند احمد بن حنبل ص۳۸۰ جِلد۳)

بخاری ثابت کرتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ اجمعین فضیلت کے لحاظ سے پہلے نمبر پر ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دوسرے نمبر پر عمر رضی اللہ عنہ کو اور تیسرے نمبر پر عثمان رضی اللہ عنہ کو رکھتے تھے اور ان کے بعد باقی صحابہ کو چھوڑ دیتے تھے اور ان میں سے کسی کو کسی پر ترجیح نہیں دیتے تھے-

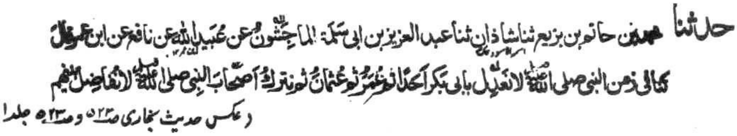
حدثنا محمد بن حاتم بن بزيع ثنا شاذان ثنا عبد العزيز بن ابي سلمة الماجشون عن عبيد الله عن نافع عن ابن عمر قال كنا في زمن النبي صلى الله عليه وسلم لا نعدل بابي بكر احدا ثم عمر ثم عثمان ثم نترك اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم لا نفاضل بينهم

(عکس حدیث بخاری ص۵۲۲ و ص۵۲۳ جلد۱)

ترجمہ :-

"........... عبدا للہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے برابر کسی کو نہیں سمجھتے تھے پھر عمر رضی اللہ عنہ کو، پھر عثمان رضی اللہ عنہ کو،اس کے بعد ہم اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑدیتے اور ان میں با ہم کسی ایک کو دوسرے پر ترجیح نہیں دیتے تھے-"

(ترجمہ حدیث بخاری حدیث ص۵۲۳،۵۲۲جلد۱)

سند مین عبد اللہ بن محمد بن عقیل ہے وقال حنبل بن إسحاق، عن أحمد بن حنبل: ابن عقيل، منكر الحديث – امام احمد اس کو منکر الحدیث کہتے ہیں- ترمذی کہتے ہیں وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ: سَمِعْتُ مُحَمَّداً يَقُوْلُ: كَانَ أَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ، وَالحُمَيْدِيُّ يَحْتَجُّوْنَ بِحَدِيْثِهِ امام بخاری کہتے ہیں احمد بن حنبل اور اسحاق اس سے دلیل لیتے ہیں

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبّت کا معاملہ اور علی رضی اللہ عنہ کی افضلیت

بخاری کی مذکورہ فضیلت کی ساری حدیثوں اور اس حدیث بخاری کے جواب میں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا یہ دریافت کرنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ محبت کس کے ساتھ ہے اور اس کے بعد کس کے ساتھ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد فرمانا کہ سب سے زیادہ محبت مجھے عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے اور اس کے بعد ان کے والد(ابوبکر رضی اللہ عنہ)سے،مسند احمد میں غدیرخُم کی سولہ(١٦)روایتیں یہ ثابت کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ میں علی رضی اللہ عنہ ہی سب سے افضل،محبوب اور ولایت و امامت کے مستحق تھے اور اس کا اظہار آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سارے صحا بہ رضی اللہ عنھم کے مجمع میں غدیرخُم پر اعلان کے ساتھ فرمایا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حجتہ الوداع میں شریک تھے-

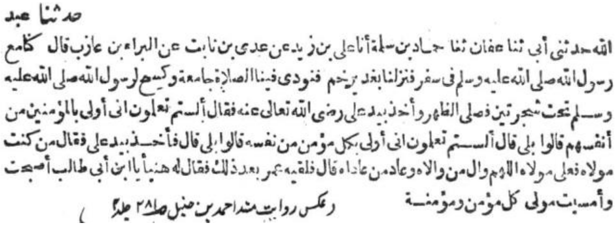
حدثنا عبد
الله حدثنی أبی ثنا عفان ثنا حماد بن سلمة أنا علی بن زید عن عدی بن ثابت عن البراء بن عازب قال كنا مع رسول الله صلی الله علیه وسلم فی سفر فنزلنا بغدیر خم فنودی فینا الصلاة جامعة وكسح لرسول الله صلی الله علیه وسلم تحت شجرتین فصلی الظهر وأخذ بید علی رضی الله تعالی عنه فقال ألستم تعلمون انی أولی بالمؤمنین من أنفسهم قالوا بلی قال ألستم تعلمون انی أولی بكل مؤمن من نفسه قالوا بلی قال فأخذ بید علی فقال من كنت مولاه فعلی مولاه اللهم وال من والاه وعاد من عاداه قال فلقیه عمر بعد ذلك فقال له هنیأ یا ابن أبی طالب أصبحت وأمسیت مولی كل مؤمن ومؤمنة

(عکس روایت مسند احمد بن حنبل ص۲۸۱ جلد۴)

ترجمہ :-

"...........برآ بن عازب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہم لوگ ایک سفر میں تھے ہم دورانِ سفر غدیرخُم میں ٹھرے،اور نماز کے لیے اعلان کردیا گیا"الصلوۃجامعۃ" اور اس کے بعد علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور لوگوں سے ارشاد فرمایا کہ کیا تم نہیں جانتے کہ میرا حق مومنوں پران کی ذات سے

بھی زیادہ ہے- سب نے کہا کہ کیوں نہیں(یہی بات حق ہے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر اس سوال کو دہرایا اور صحا بہ رضی اللہ عنہ نے وہی جواب دیا کہ کیوں نہیں،پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نےعلی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا "جس کا میں مولاہوں،علی بھی اس کے مولا ہیں-"پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ اے اللہ تو اُس کا دوست بن جا جو علی سے دوستی کرےاور جو علی کے ساتھ دشمنی کرے تو اس کا دشمن بن جا- راوی لکھتے ہیں کہ اس کے بعد عمر رضی اللہ عنہ نے علی رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی اور کہا کہ علی رضی اللہ عنہ مبارک عام ہو تم سارے مومن مردوں اور مومن خواتین کے مولا ہوگئے- "[12]

(ترجمہ روایت مسند احمد بن حنبل ص٢٨١جِلد٤)

غدیرخُم کی کوئی روایت بخاری میں نہیں ہے،مسلم ایک روایت اس نام سے لائےہیں لیکن اس میں،علی رضی اللہ عنہ کی اس فضیلت کا کوئی ذکر نہیں-

12

شعيب الأرنؤوط کہتے ہیں صحيح لغيره- سند میں متکلم فيه راوی علي بن زيد ابن جدعان ہے- تهذيب الكمال کے مطابق وقال حنبل بن إسحاق بن حنبل: سمعت أبا عبد الله يقول: علي بن زيد، ضعيف الحديث. امام احمد کہتے ہیں یہ ضعیف الحدیث ہے

خیبرکی جنگ میں علی رضی اللہ عنہ کا فوق البّشری قوت کا مظاہر

بخاری روایت کرتے ہیں علی رضی اللہ عنہ عام مسلمانوں کی طرح مسلمان تھے اور اس کے ثبوت میں یہ حدیث ان کے بیٹے محمد بن الحنفیہ کی زبانی لائے ہیں-

حدثنا محمد بن کثیر انا سفیان ثنا جامع بن ابی راشد ثنا ابو یعلی عن محمد بن الحنفیۃ قال قلت لابی ای الناس خیر بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ابو بکر قال قلت ثم من قال عمر وخشیت ان یقول عثمان قلت ثم انت قال ما انا الا رجل من المسلمین (عکس حدیث بخاری ص۵۱۸ جلد۱)

ترجمہ :-

"...........محمد بن الحنیفہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے بہتر امّت کے فرد کون ہیں؟ فرمایا ابوبکر رضی اللہ عنہ میں نے کہا ان کے بعد ؟ فرمایا عمر رضی اللہ عنہ، مجھے ڈرہوا کہ اگر - - - میں آپ اس کے بعد سوال کرتا ہوں (کہ عمر رضی اللہ عنہ کے بعد کون)تو علی رضی اللہ عنہ یہ نہ کہا دیں کہ عثمان رضی اللہ عنہ –تو میں نے خود کہہ دیا کہ عمر رضی اللہ عنہ کے بعد آپ رضی اللہ عنہ- فرمایا میں تو جماعت المسلمین میں سے ایک مسلمان ہوں-"

(ترجمہ حدیث بخاری حدیث ص۵۱۸جلد۱)

لیکن مسند احمد بن حنبل کی روایت بیان کرتی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ مافوق البشر قوت کے مالک تھے-

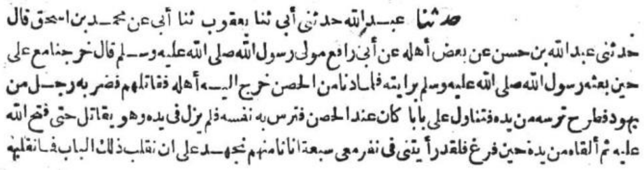

حدثنا عبد الله حدثني أبي ثنا يعقوب ثنا أبي عن محمد بن اسحق قال
حدثني عبد الله بن حسن عن بعض أهله عن أبي رافع مولى رسول الله صلى الله عليه وسلم قال خرجنا مع علي
حين بعثه رسول الله صلى الله عليه وسلم برايته فلما دنا من الحصن خرج اليه أهله فقاتلهم فضربه رجل من
يهود فطرح ترسه من يده فتناول علي بابا كان عند الحصن فترس به نفسه فلم يزل في يده وهو يقاتل حتى فتح الله
عليه ثم ألقاه من يده حين فرغ فلقد رأيتني في نفر معي سبعة انا ثامنهم نجهد على ان نقلب ذلك الباب فما نقلبه

(عکس روایت مسند احمد بن حنبل ص۸ جِلد۶)

ترجمہ :-

"..........ابو رافع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نکلے علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنا جھنڈا دے کر بھیجا اور جب علی رضی اللہ عنہ قلعہ کے قریب پہنچے تو قلعےوالے آپ کے مقابلے کے لیے باھر نکلے،اور علی رضی اللہ عنہ نےان سے جنگ کی اور جنگ کے درمیان میں مخالف یہودی نے نے ایسا وار کیا کہ آپ کے ہاتھ سےڈھال گر گئی-آپ نے ایک دروازہ جو قلعے کے پاس تھا اٹھا لیا اور اس کو اپنے لیے ڈھال بنایا- وہ دروازہ برابر آپ کے ہاتھ میں رہا-جب تک فتح نہ ہو گئی- فتح کے بعد آپ نے اس دروازے کو اپنے ہاتھ سے پھینک دیا-ابو رافع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں اپنے آپ کو سات دوسرے حضرات کےساتھ جن میں کا آٹھوں میں تھا دیکھتا ہوں کہ ہم سب آٹھوں مل کر اس پڑے ہوئے دروازے کو الٹنے کی کوشش کرتے ہیں اور نہیں الٹ پاتے"[13]

(ترجمہ مسند احمد حدیث ص۸جلد۶)

---

13 شعیب الأرنؤوط کہتے ہیں مجھول راوی کی وجہ سے ضعیف ہے

ہجرت سے پہلے کعبہ کے بت کو توڑنا

بخاری حدیث لائےہیں کہا فتح مکہ کے دن - - نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ کے بتوں کو توڑا ہے ،اور مسند میں روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ کو اپنے کا ندھوں پر سوار کرا کے خانہ کعبہ کی چھت تک پہنچایا اور علی رضی اللہ عنہ نے ایک تانبے یا پیتل کے بت کواپنی جگہ سے ہلا کر توڑ لیا اور پھینک کر توڑ ڈالا-

بخاری کی حدیث یہ ہے –

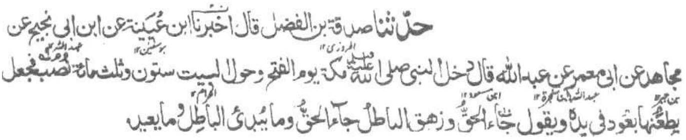

حدثنا صدقة بن الفضل قال اخبرنا ابن عيينة عن ابن ابي نجيح عن مجاهد عن ابي معمر عن عبد الله قال دخل النبي صلى الله عليه وسلم مكة يوم الفتح وحول البيت ستون وثلث مائة نصب فجعل يطعنها بعود في يده ويقول جاء الحق وزهق الباطل جاء الحق وما يبدئ الباطل وما يعيد

(عکس حدیث بخاری حدیث ص٦١٤ جلد٢)

ترجمہ:- "..........عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکے میں داخل ہوئے اور خانہ کعبہ میں تین سو بیس بت تھے- آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لکڑی سے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں تھی اُن کو مارنا شروع کیا اور فرماتے جاتے تھے کہ حق آیا اور باطل مٹ گیا،اور باطل نہ پہلی بار پیدا کرتا ہے اور نہ دوسری بار-"

(ترجمہ حدیث بخاری حدیث ص٦١٤ جلد٢)

مسند احمد بن حنبل کی روایت یہ ہے-

حدثنا عبد الله حدثني أبي ثنا اسباط بن محمد ثنا نعيم بن حكيم المدائني عن أبي مريم عن علي رضي الله عنه قال انطلقت أنا والنبي صلى الله عليه وسلم حتى أتينا الكعبة فقال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم اجلس وصعد على منكبي فذهبت لانهض به فرأى مني ضعفا فنزل وجلس لي نبي الله صلى الله عليه وسلم وقال اصعد على منكبي قال فصعدت على منكبيه قال فنهض بي قال فانه يخيل الي اني لو شئت لنلت أفق السماء حتى صعدت على البيت وعليه تمثال صفر أو نحاس فجعلت ازاوله عن يمينه وعن شماله و بين يديه ومن خلفه حتى اذا استمكنت منه قال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم اقذف به فقذفت به فتكسر كما تتكسر القوارير ثم نزلت فانطلقت أنا و رسول الله صلى الله عليه وسلم نستبق حتى توارينا بالبيوت خشية ان يلقانا أحد من الناس

(عکس روایت مسند احمد بن حنبل ص۸۴ جلد۱)

(ترجمہ روایت مسند احمد بن حنبل ص۸٤ جِلد۱)

ترجمہ:- "......... ابو مریم کہتے ہیں علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم ساتھ چلےیہاں تک کہ ہم خانہ کعبہ تک آئے،اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا بیٹھ جاؤ میں بیٹھ گیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے کاندھوں پر پر سوار ہو گئے پھر میں ان کو لے کر اٹھنے لگا مگرنہ اٹھ پایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم میری کمزوری دیکھ کر کاندھوں پر سے اترآئے اور میرے لیےخود بیٹھ گئے اور مجھ سے فرمایا کہ میرے کاندھوں پر سوار ہو جاؤ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاندھوں پر سوار ہوگیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے لے کر اٹھ کھڑے ہوئے علی رضی اللہ عنہ کہتےہیں کہ مجھے ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ اگر میں چاہوں تو افق آسمان کو چھولوں- غرض پھر میں خانہ کعبہ پر چڑھ گیا اور چھت پر ایک پیتل یہ تانبے کا بت تھا میں نے اس بت کو دائیں بائیں آگے پیچھے زور دے کر ہلایا،یہاں تک کہ میں نے اس کو اپنے قبضہ میں کر لیا- نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ - - اس کو پھینک دو-میں اُسے نیچے پھینک دیا،تو اس طرح ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا جسے شیشہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے ہے- پھر میں اوپر سے اتر آیا ، پھر میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوڑ لگاتے ہوئے چلے ، یہاں تک کہ مکانوں کے درمیان روپوش ہو گئے- ہمیں ڈر تھا کہ کوئی ہمیں دیکھ نہ لے-"[14]

14

شعیب الأرنؤوط کہتے ہیں اس کی اسناد ضعیف ہیں – احمد شاکر کہتے ہیں إسناده صحيح اس کی اسناد صحیح ہیں – امام نسائی نے اس کو خصائص علی میں بیان کیا ہے

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھوں پر سوار ہوکر علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بت توڑنے ۔مجمع الزوائد میں هيثمی نے روایت پیش کی

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: «انْطَلَقْتُ أَنَا وَالنَّبِيُّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - حَتَّى أَتَيْنَا الْكَعْبَةَ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -: " اجْلِسْ ". وَصَعِدَ عَلَى مَنْكِبَيَّ، فَذَهَبْتُ لِأَنْهَضَ بِهِ، فَرَأَى مِنِّي ضَعْفًا، فَنَزَلَ وَجَلَسَ لِي رَسُولُ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - فَقَالَ: " اصْعَدْ عَلَى مَنْكِبَيَّ "، قَالَ: فَصَعَدْتُ عَلَى مَنْكِبَيْهِ قَالَ: فَنَهَضَ بِي قَالَ: فَإِنَّهُ يُخَيَّلُ إِلَيَّ أَنِّي لَوْ شِئْتُ لَنِلْتُ أُفُقَ السَّمَاءِ، حَتَّى صَعِدْتُ عَلَى الْبَيْتِ، وَعَلَيْهِ تِمْثَالُ صُفْرٍ أَوْ نُحَاسٍ، فَجَعَلْتُ أُزَاوِلُهُ عَنْ يَمِينِهِ، وَعَنْ شِمَالِهِ، وَبَيْنَ يَدَيْهِ، وَمِنْ خَلْفِهِ، حَتَّى اسْتَمْكَنْتُ مِنْهُ، فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -: " اقْذِفْ بِهِ ". فَقَذَفَ بِهِ فَتَكَسَّرَ كَمَا تَتَكَسَّرُ الْقَوَارِيرُ، ثُمَّ نَزَلْتُ فَانْطَلَقْتُ أَنَا وَرَسُولُ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - «نَسْتَبِقُ، حَتَّى تَوَارَيْنَا بِالْبُيُوتِ ; خَشْيَةَ أَنْ يَلْقَانَا أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ

ترجمہ: علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلا یہاں تک کہ کعبہ تک پہنچا، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے کندھے پر سوار ہوئے اور میں نے کھڑے ہونے کا ارادہ کیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے اندر ضعف محسوس کیا، تو فرمایا: بیٹھ جاؤ، میں بیٹھ گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتر گئے، پھر فرمایا: تم میرے کندھوں پر سوار ہوجاؤ تو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھوں پر سوار ہوگیا اور آپ کھڑے ہوگئے۔ سو مجھے یوں محسوس ہوا کہ اگر میں چاہوں تو آسمان کے کناروں کو پکڑ لوں، پھر میں کعبہ پر چڑھا اور اس پر پیتل اور تانبے کا ایک مجسمہ بنا ہوا تھا تو میں اسے دائیں بائیں اور آگے پیچھے سے اکھاڑنے لگا، حتّٰی کہ میں اسے مکمل طور پر اکھاڑنے میں کامیاب ہوگیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے پھینک دو تو میں نے اسے پھینک دیا۔ پھر میں نے اسے یوں ٹکڑے ٹکڑے کردیا جیسے شیشہ ٹکڑے ٹکڑے ہوجاتا ہے۔ پھر میں اتر آیا اور پھر میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جلدی جلدی چلنے لگے اور گھروں کی اوٹ لینے لگے تاکہ ہمارا کسی سے آمنا سامنا نہ ہو۔ [مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، جلد ۶، صفحہ نمبر ۲۳، بَابُ تَكْسِيرِهِ الْأَصْنَامَ، رقم: ۹۸۳۶]

:اس روایت کو پیش کرنے کے بعد ہیثمي لکھتے ہیں
.رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابْنُهُ، وَأَبُو يَعْلَى، وَالْبَزَّارُ وَرِجَالُ الْجَمِيعِ ثِقَاتٌ

ترجمہ: اسے امام احمد اور ان کے بیٹے (عبد اللہ بن احمد) نے روایت کیا، اور ابو یعلیٰ اور بزّار نے، اور اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔ [ایضاً]

اس روایت کو ابن جریر الطبری نے تہذیب الآثار میں ان تین اسناد کے ساتھ روایت کیا

- حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ الْجُبَيْرِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دَاوُدَ , عَنْ نُعَيْمِ بْنِ حَكِيمٍ , عَنْ أَبِي مَرْيَمَ , عَنْ عَلِيٍ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کس کی گود میں ہوئی

بخاری حدیث لائے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات عائشہ رضی اللہ عنہا کی گود میں ہوئی- مگرایک گروہ ایسا ہے جو اس کا انکار کرتا ہے اورکہتا ہے کہ نہیں بلکہ علی رضی اللہ عنہ کی آغوش میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی-

---

. حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْمُحَارِبِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَسْبَاطُ بْنُ مُحَمَّدٍ , عَنْ نُعَيْمِ بْنِ حَكِيمٍ , عَنْ أَبِي مَرْيَمَ , عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ
. حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عُمَارَةَ الْأَسَدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى، قَالَ: أَخْبَرَنَا نُعَيْمٌ , عَنْ أَبِي مَرْيَمَ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ، [تهذيب الآثار مسند علي، جلد ٣، صفحہ نمبر ٢٣٦]

اس روایت کو پیش کرنے کے بعد ابن جریر الطبری لکھتے ہیں
وَهَذَا خَبَرٌ عِنْدَنَا صَحِيحٌ سَنَدُهُ
ترجمہ: اور ہمارے نذدیک اس خبر کی سند صحیح ہے ۔ [ایضاً]

اور اس روایت کو الحاکم نے مستدرک علی الصحیحین میں اس سند کے ساتھ روایت کیا
حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، أَنْبَأَ مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى الْقُرَشِيُّ، ثنا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دَاوُدَ، ثنا نُعَيْمُ بْنُ حَكِيمٍ، ثنا أَبُو مَرْيَمَ الْأَسَدِيُّ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ:... [المستدرك على الصحيحين للحاكم، جلد ٣، صفحہ نمبر ٦، رقم: ٤٢٦٥]

اور روایت کو پیش کرنے کے بعد اس کو صحیح بھی قرار دے دیا
هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ
ترجمہ: یہ حدیث صحیح الاسناد ہے مگر اسے امام بخاری و مسلم نے روایت نہیں کیا۔ [ایضاً]

مزید براں اس کی سند کو بوصیری نے بھی صحیح کہا ہے۔ [إتحاف الخيرة، جلد ٥، صفحہ نمبر ١٩٩] اور یہ بات اپنے شیخ ابو الفضل عسقلانی کے حوالے سے کہی-

بخاری کی حدیث یہ ہے-

حدثنا عمرو بن زرارة ثنا اسمٰعيل عن ابن عون عن ابراهيم عن الاسود قال
ذكروا عند عائشة ان عليا كان وصيا فقالت متى اوصى اليه وقد كنت مسندته الى صدري او قالت
حجري فدعا بالطست فلقد انخنث في حجري فما شعرت انه قد مات فمتى اوصى اليه

(عکس حدیث بخاری حدیث ۳۸۲جلد۱)

ترجمہ:-"..........الاسود کہتے ہیں کہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے لوگوں نے ذکر کیا کہ کیا علی رضی اللہ عنہ کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا وصی ہونے کی وصیت کی تھی؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اخر کس وقت ان کے متعلق یہ وصیت کی؟ میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے سینے سے یا گود سے تکیہ لگائے ہوئے تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی کا طشت مانگا اور میری گود میں جھک پڑے،مجھے معلوم بھی نہ ہو سکا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی ہے- تو بتاؤ کہ کس وقت انھوں نے وصیت کی-

(ترجمہ حدیث بخاری حدیث ص۳۸۲ جلد۱)

لیکن مسند احمد بن حنبل کی روایت بیان کرتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری وقت علی رضی اللہ عنہ کے پاس گزرا-

حدثنا عبد الله حدثني أبي ثنا بكر بن
عيسى الراسبي ثنا عمر بن الفضل عن نعيم بن يزيد عن علي بن أبي طالب رضي الله عنه قال أمرني النبي صلى
الله عليه وسلم ان آتيه بطبق يكتب فيه مالا تضل أمته من بعده قال فخشيت ان تفوتني نفسه قال قلت اني أحفظ
واعي قال أوصي بالصلاة والزكاة وما ملكت أيمانكم

(عکس روایت مسند احمد بن حنبل ص۹۰ جِلد۱)

ترجمہ:- "............نعیم بن یزید علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا ....کہ میں ایک طبق لے آوں جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کچھ لکھ دیں کہ امّت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کبھی گمراہ نہ ہوگی- علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے خوف ہوا کہ کہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح (اس سے پہلے) پرواز

نہ کر جائے اس لیے میں نےعرض کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں میں ہوشمندی کے ساتھ یاد رکھوں گا- پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز، زکوۃ، اور لونڈی،غلاموں کے بارے میں وصیت کی-"[15]

(ترجمہ روایت مسند احمد بن حنبل ص۹۰ جِلد۱)

جن لوگوں نے علی رضی اللہ عنہ یا ان کے خاندان والوں سے کسی قسم کو کوئی اختلاف کیا، ان کے متعلق مسند احمد کی روایتیں –

15

احمد شاکر کہتے ہیں إسناده حسن اس کی اسناد حسن ہیں- اس کی سند میں نعیم بن یزید مجھول راوی ہے

اُمّ المومنین عائشہ بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا

بخاری روایت کرتے ہیں کہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور ان کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ محبوب تھے-

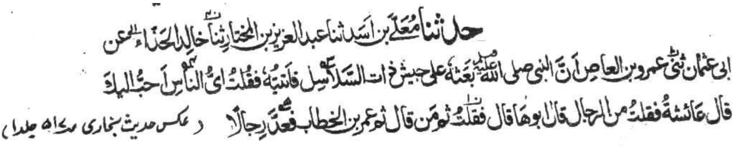
حدثنا معلی بن اسد ثنا عبد العزیز بن المختار ثنا خالد الحذاء عن
ابی عثمان ثنی عمرو بن العاص ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعثہ علی جیش ذات السلاسل فاتیتہ فقلت ای الناس احب الیک
قال عائشۃ فقلت من الرجال قال ابوھا قال فقلت ثم من قال ثم عمر بن الخطاب فعد رجالا
(عکس حدیث بخاری ص۵۱۷ جلد۱)

ترجمہ :-

".........عمرو بن العاص روایت کرتے ہیں کہ مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ ذات السلا سل میں سردار مقرر فرمایا- جب میں جنگ سے واپس آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر سوال کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ محبت کس سے ہے؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے، میں نے پوچھا مردوں میں؟ فرمایا ان کے باپ سے، پھر میں پوچھا اس کے بعد فرمایا عمر رضی اللہ عنہ سے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند اور حضرات کے نام لیے-"

(ترجمہ حدیث بخاری حدیث ص۵۱۷جلد۱)

لیکن عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد علی رضی اللہ عنہ اور عائشہ رضی اللہ عنہ، طلحہ رضی اللہ عنہ ،زبیر رضی اللہ عنہ،کے درمیان سبائیوں کی سازش کی وجہ سے جنگِ جمل ہوئی جس میں زبیر رضی اللہ عنہ طلحہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے-

یہ جمل کا واقعہ ایک حادثے کی صورت میں پیش آیا اور سبائیوں نے مصالحت کے سارے مواقع برباد کر ڈالے اس سلسلے میں مسند احمد بن حنبل کی روایتوں نے ثابت

کیا کہ علی رضی اللہ عنہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے سے ہی ہوشیارکردیا تھا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے تم جنگ کرو گے-(تم حق پر ہوگے اور عائشہ رضی اللہ عنہا باطل پر)تم جیتنے کے بعد عائشہ رضی اللہ عنہا کو امن کے مقام پر لوٹا دینا-

حدثنا عبدالله حدثني أبي ثنا حسين بن محمد قال ثنا الفضيل يعني ابن سليمان قال ثنا محمد بن أبي يحي عن ابي اسماء مولى بني جعفر عن أبي رافع ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لعلي بن أبي طالب انه سيكون بينك وبين عائشة أمر قال أنا يا رسول الله قال نعم قال أنا قال نعم قال فانا أشقاهم يا رسول الله قال لا ولكن اذا كان ذلك فاردده الى مأمنها

(عکس روایت مسند احمد بن حنبل ص۳۹۳ جِلد٦)

ترجمہ :-

"..........ابورافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تمہارے اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے درمیان ایک بڑا معاملہ پیش آئے گا، علی رضی اللہ عنہ نے تعجب سے پوچھا کہ "میں !"(وہ شخص ہوں گا جس کا درمیان اور عائشہ کے درمیان یہ معاملہ ہو گا)یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ؟ فرمایا ، ہاں "تم"علی رضی اللہ عنہ نے پھر کہا کہ "میں! " ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ہاں" علی رضی اللہ عنہ نے کہا تو" میں"سب سے زیادہ بد نصیب ہوں گا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم، فرمایا "نہیں "(تم بد نصیب کہاں،تم حق پر اور فاتح ہوگے)لیکن (غالب آنے کے بعد)اُن کو (عائشہ رضی اللہ عنہا کو)امن کی جگہہ لوٹا دینا-"[16]

(ترجمہ روایت مسند احمد بن حنبل ص ۳۹۳جِلد٦)

---

16 شعیب الأرنؤوط کہتے ہیں إسناده ضعيف، الفُضَيْل بن سليمان النُّمَيري عنده مناكير، وهذه منها. اس کی اسناد ضعیف ہیں الفُضَيْل بن سليمان النُّمَيري کی منکر روایت ہے اور اس میں یہ موجود ہے- الفُضَيْل بن سليمان صحیح بخاری کا بھی راوی ہے اور اس سے کتاب المغازی میں ایک روایت لی ہے
الذھبی تاریخ الاسلام میں کہتے ہیں قد احتجّ به الجماعة اس سے ایک جماعت نے دلیل لی ہے

غرض اس روایت سے مسند احمد ثابت کر دکھایا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلےہی خبر دے دی تھی کہ عائشہ رضی اللہ عنہااور علی رضی اللہ عنہ میں لڑائی ہو گی- علی رضی اللہ عنہ حق اورعائشہ رضی اللہ عنہاباطل پر ہوں گی-

اس سے بڑھ کر ایک دوسری روایت امام احمد اپنی مسند میں لائے ہیں جس کا مقصد یہ ظاہر کرتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں عائشہ رضی اللہ عنہا کو متنبہ کردیا تھا کہ میری ازواج مطہرات میں سے ایک خاتون ایسی بھی ہیں جو ایک غلط قدم اٹھائیں گی اور ان پر " الحوأب" کے مقام پر کتّے بھونکیں گے-

حدثنا عبد الله حدثني أبي ثنا يحيى عن
إسمعيل ثنا قيس قال لما أقبلت عائشة بلغت مياه بني عامر ليلا نبحت الكلاب قالت أي ماء هذا قالوا ماء
الحوأب قالت ما أظنني إلا أني راجعة فقال بعض من كان معها بل تقدمين فيراك المسلمون فيصلح الله عز وجل
ذات بينهم قالت إن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لها ذات يوم كيف بإحداكن تنبح عليها كلاب الحوأب

(عکس روایت مسند احمد بن حنبل ص٥٢ جِلد٦)

ترجمہ :-

"..........قیس کہتے ہیں کہ عائشہ رضی اللہ عنہا - - بنو عامر کے پانی پر رات کے وقت پہنچیں تو ان پر کتے بھونکے-عائشہ رضی اللہ عنہا نے دریافت فرمایا یہ کونسی جگہ ہے ؟ جواب ملا یہ ماءالحوأب ہے،عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں تو یہ گمان کرتی ہوں کہ مجھے واپس لوٹ جانا چائیے-بعض لوگوں نے جو آپ رضی اللہ عنہا کے ساتھ تھے کہا کہ ایسا نہ کیجیئے- بلکہ آگے بڑھیے-مسلمان آپ کو دیکھیں گے اور اللہ تعالی ان کے درمیان مصالحت فرما دے گا-عائشہ رضی اللہ عنہا ے فرمایا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ایک دن فرمایا کہ تم میں سے وہ کون ہے جس پر الحوأب کتے بھونکیں گے [17]

اس کی سند میں قیس بن ابی حازم ہے امام یحیی القطان اس روایت کو قیس کی منکرات کہتے ہیں [17]
وقال ابن هانی وسمعت أبا عبد الله يقول: أفضل التابعين: قيس – ابن ہانی کہتے ہیں امام احمد کہتے ہیں تابعین میں افضل قیس ہے

(ترجمہ روایت مسند احمد بن حنبل ص۵۲ جِلد۶)

اس طرح اس روایت اور اس سے پہلے والی روایت کے ذریعہ مسند احمد نے واضح کردیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں علی رضی اللہ عنہ کو حق پر ہونے اور عائشہ رضی اللہ عنہا کو باطل پر ہونے کی بشارت دی تھی وہاں عائشہ رضی اللہ عنہا کو بھی متنبہ کردیاتھا لیکن وہ (عائشہ رضی اللہ عنہا) بلا وجہ علی رضی اللہ عنہ سے اُلجھیں اور شکست کھائی اس طرح ان روایتوں کو لا کر - - - احمد بن حنبل نے اپنی ہی تصنیف کردہ "کتابُ الزہد" کی اس روایت کی کہ عائشہ رضی اللہ عنہا جب اس آیت (وقرن فی بیوتکن) (اور اپنے گھروں میں ٹک کر رہو، سورة الاحزاب آیت۳۳) کی تلاوت کرتیں تو اس قدر روتیں کہ ان کا آنچل آنسووں سے تر ہو جاتا، کی تصدیق کردی[18] اور واضح کردیا کہ مسند ابن ابی شیبہ کی یہ بات کہ"عائشہ رضی اللہ عنہا کہا کرتی تھیں کہ کاش میں آج سے ۲۰ برس پہلے ہی نیست و نابود ہو گئی ہوتی" اور مستدرک حاکم میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے یہ الفاظ کہ "میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک جرم کیا ہے "[19]حقیقت پر

---

[18] كتاب الزہد میں اس کی سند میں مسلم بن صبیح أبو الضحی ہے جس کا سماع عائشہ رضی اللہ عنہا سے ثابت نہیں ہے -

اس کی سند میں وہی قیس بن ابی حازم ہے جو کہتا ہے میں عائشہ رضی اللہ کے لشکر میں تھا اور پھر حواب کی روایت بیان کرتا ہے اور علی کے ساتھ صفین میں لڑا- اب یہ کوفہ سے واپس ام المومنین کے پاس پہنچ گیا ہے اور ان کی وفات کے وقت ساتھ ہے

كتاب المختلطين أز العلائي (المتوفى: 761ھ) کے مطابق یہ اختلاط کا شکار ہوا-
قال يحيى بن سعيد: منكر الحديث.
وقال إسماعيل بن أبي خالد: كبر قيس بن أبي حازم حتى جاوز المائة بسنين كثيرة حتى خرف وذهب عقله - یحییٰ بن سعید کہتے ہیں منکر الحدیث ہے- اور کوفہ کے اسمٰعیل بن ابی خالد کہتے ہیں اس کی سو سال سے اوپر عمر ہوئی حتی کہ عقل چلی گئی

مبنی اور عائشہ رضی اللہ عنہا کا علی رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں گھر سے نکل کر جنگ کرنے کی غلطی کے اعتراف پر گواہ ہیں- مزید یہ کہ یہ سب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سے ثابت ہے-

لیکن بخاری کی روایت یہ ہے-

حدثنا عبد الله بن محمد
قال حدثنا يحيى بن آدم قال حدثنا ابو بكر بن عياش قال حدثنا ابو حصين قال حدثنا
ابو مريم عبد الله بن زياد الاسدي قال لما سار طلحة والزبير وعائشة الى البصرة بعث علي
عمار بن ياسر وحسن بن علي فقدما علينا الكوفة فصعدا المنبر وكان الحسن بن علي فوق المنبر في
اعلاه [illegible] اسفل من الحسن فاجتمعنا اليه فسمعت عمارا يقول ان عائشة قد سارت الى البصرة
والله انها لزوجة نبيكم صلى الله عليه وسلم في الدنيا والآخرة ولكن الله ابتلاكم ليعلم اياه تطيعون ام هي

(عکس حدیث بخاری حدیث ص۱۰۵۲ جلد۲)

ترجمہ :-"...........عبداللہ بن زیاد الاسدی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب طلحہ رضی اللہ عنہ،زبیر رضی اللہ عنہ، اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے بصرے کی طرف کوچ کیا تو علی رضی اللہ عنہ نے عماربن یاسر رضی اللہ عنہ اور اپنے بیٹے حسن رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور وہ دونوں ہمارے پاس کوفے آئے وہ منبر پر چڑھے-حسن بن علی رضی اللہ عنہ منبر کے اوپر کے حصے پر تھے اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ ان سے نیچے- پس ہم لوگ ان کے پاس جمع ہو گئے-میں نے عمار رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ حق ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا لشکر لے کر بصرے کی طرف روانہ ہو گئی ہیں-اللہ کی قسم وہ تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہیں دنیا و آخرت میں، لیکن اللہ تعالی نے تم کو آزمائش میں ڈالا ہے تاکہ وہ دیکھ لے کہ تم علی رضی اللہ عنہ کی بات مانتے ہو یہ اُن کی-"

(ترجمہ حدیث بخاری حدیث ص۱۰۵۲جلد۲)

بخاری کی حدیث بتلاتی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے عمار رضی اللہ عنہ کو اپنی حمایت میں فوج جمع کرنے کے لیے حسن رضی اللہ عنہ کے ساتھ کوفے بھیجا اور

وہاں پہنچ کر عمار رضی اللہ عنہ نے مذکورہ تقریر بھی کی- لیکن یہ اعلان نہ کیا کہ علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں پہلے ہی بہ با خبر کر دیا تھا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا تم سے نہ حق جنگ کریں گی اور شکست کھائیں گی- تم فتح پانے کے بعد انہیں امن کی جگہ پہنچا دینا-ورنہ یہ قصہ ہی ختم ہو جاتا!

عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اور مسند احمد بن حنبل

بخاری بیان کرتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ نے شہادت سے پہلے خلافت کے لیے جن چھ حضرات کا نام لیا تھا وہ یہ ہیں ،علی رضی اللہ عنہ،عثمان رضی اللہ عنہ،زبیر رضی اللہ عنہ،طلحہ رضی اللہ عنہ،سعد رضی اللہ عنہ اور عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ -

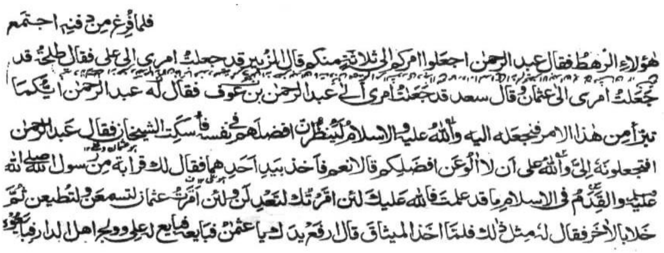
فلما فرغ من دفنه اجتمع
هؤلاء الرهط فقال عبد الرحمن اجعلوا امركم الى ثلاثة منكم فقال الزبير قد جعلت امري الى علي فقال طلحة قد
جعلت امري الى عثمان وقال سعد قد جعلت امري الى عبد الرحمن بن عوف فقال له عبد الرحمن ايكما
تبرأ من هذا الامر فنجعله اليه والله عليه والاسلام لينظرن افضلهم في نفسه فأسكت الشيخان فقال عبد الرحمن
افتجعلونه الي والله علي ان لا آلو عن افضلكم قالا نعم فاخذ بيد احدهما فقال لك قرابة من رسول الله صلى الله
عليه والقدم في الاسلام ما قد علمت فالله عليك لئن امرتك لتعدلن ولئن امرت عثمان لتسمعن ولتطيعن ثم
خلا بالآخر فقال له مثل ذلك فلما اخذ الميثاق قال ارفع يدك يا عثمان فبايعه فبايع له علي وولج اهل الدار فبايعوه

(عکس حدیث بخاری حدیث ص ٥٢٤،٥٢٥ جلد١)

ترجمہ:- "...جب ان (عمر رضی اللہ عنہ) کی تدفین سے فراغت ہوئی تو یہ (چھ)حضرات جمع ہوئے اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ لوگ اپنے اس معاملے کو گھٹا کر چھ سے تین میں کر لیجئے- زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں الگ ہوتا ہوں اور اپنا معاملہ علی رضی اللہ عنہ کے سپرد کرتا ہوں طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں اپنا معاملہ عثمان رضی اللہ عنہ کے سپرد کرتا ہوں سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ میں عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کے حق میں دستبردار ہوتا ہوں- اب عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے علی رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا آپ میں سے جو دستبردار ہوجائے اس کے سپرد میں یہ کام کروں گا کہ وہ اللہ تعالٰی کے حکم اور اسلام کس رعایت سے افضل ترین شخص کوخلافت کے لیے منتخب کردے- دونوں حضرات (علی رضی اللہ عنہ و عثمان رضی اللہ عنہ)خاموش رھے اس پر عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا آپ لوگ اس معاملے کو میرے سپرد کرنے پر رضی ہیں،اگر ہوں تو اللہ تعالٰی کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ

میں افضل ترین کے انتخاب میں کوتاہی نہ کروں گا - دونوں حضرات نے کہا کہ ہاں ہم راضی ہیں پھر عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے ایک کا(علی رضی اللہ عنہ کا) ہاتھ پکڑا اور کہا کہ آپ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت اور اسلام میں سبقت کا جو شرف حاصل ہے وہ آپ کو بھی معلوم ہے اللہ آپ پر نگران ہے اگر میں آپ کو امیر منتخب کروں تو کیا آپ عدل کریں گے اور عثمان رضی اللہ عنہ کو امیر بناؤں تو آپ رضی اللہ عنہ سمع و طاعت اختیار کریں گے؟پھر دوسرے (عثمان رضی اللہ عنہ)سے یہی کہی- جب عہد و پیمان لے لیا تو کہا کہ اے عثمان رضی اللہ عنہ! ہاتھ اٹھاؤ،پھر خود عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی اور علی رضی اللہ عنہ نے اور باہر کا مجمع مکان کے اندر داخل ہوگیا اور ان سب نے بیعت کی-"

(ترجمہ حدیث بخاری حدیث ص٥٢٤،٥٢٥ جلد١)

بخاری یہ بتلانے کے لیے کہ عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ، نے عثمان رضی اللہ عنہ کا انتخاب خالص ذاتی افضلیت اور مسلمانوں کی ترجیح کی بنا پر کیا تھا- کسی اور چیز کی وجہ سے نہیں اور علی رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ سے مشورہ کرتے ہوئے صرف یہ وعدہ لیا تھا کہ اگر میں آپ میں سے کسی کو خلیفہ منتخب کروں تو آپ انصاف کریں گے اور اگر آپ کے علاوہ دوسرے کو منتخب کروں تو آپ سماع و طاعت کا رویہ اختیار کریں گے-عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت کرتے وقت عبدالرحمن بن عوف نے ضرور کہا تھا کہ میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہوں- سنت اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر، اور دونوں خلفاء ابوبکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ کی سنت پر، اور اسی پر علی رضی اللہ عنہ نے بیعت کی تھی جیسا کہ اوپر والی روایت سے ثابت ہے- بخاری کی دوسری روایت اس کی تائید کرتی ہے-

فلما صلى الناس الصبح واجتمع اولئك الرهط عند المنبر فارسل الى من كان حاضرا من المهاجرين والانصار وارسل الى امراء الاجناد وكانوا وافوا تلك الحجة مع عمر فلما اجتمعوا تشهد عبدالرحمن ثم قال اما بعد يا علي انى قد نظرت فى امر الناس فلم ارهم يعدلون بعثمن فلا تجعلن على نفسك سبيلا فقال ابايعك على سنة الله ورسوله والخليفتين من بعده فبايعه عبدالرحمن وبايعه الناس والمهاجرون والانصار وامراء الاجناد والمسلمون

(عکس حدیث بخاری ص۱۰۷ جلد۲)

ترجمہ:- "......عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے تین راتیں صلاح و مشوارے اور سوچ بچار میں گزارنے کے بعد فجر کی نماز مسجدِنبوی میں ادا کی – پس جب لوگ فجر کی نماز پڑھ چکے تو عمر رضی اللہ عنہ کے نامزد کردہ حضرات منبرِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع ہوئے اور عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے مہاجرین، انصار اورامراء،اجناد کو جو حج میں عمر کے ساتھ شریک تھے اور اس وقت مدینہ میں موجود تھے بلوا بھیجا-جب سب لوگ جمع ہو گئے تو عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے تشہد پڑھا اور کہا- امّا بعد! اے علی رضی اللہ عنہ میں نے لوگوں کے خلافت کے معاملے میں رجحان کا پوری طرح جایزہ اور اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ وہ عثمان رضی اللہ عنہ کے برابر کسی کو نہیں سمجھتے-اس لیے آپ رضی اللہ عنہ اپنے نفس پر کوئی راستہ نہ نکالیں،پھر عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہوں سنت اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دونوں خلفاء(ابوبکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ) کی سنّت پر پھر مہاجرین،انصار، امراء، اجناد اور دوسرے مسلمانوں نے بیعت کی-

ان حدیثوں کے مقابلے میں احمد بن حنبل کی روایتیں یہ بیان کرتی ہیں کہ عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ عثمان رضی اللہ عنہ کو خلیفہ صرف اس بات پر منتخب کیا کہ علی رضی اللہ عنہ نے کہا تھا کہ میں سنت اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر گامزن رہنے کا وعدہ کرتا ہوں، مگر سنت ابوبکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق وعدہ نہیں کرتاصرف جتنا ہوسکا ،کہا- اس وجہ سے عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ ان کے بجائےعثمان رضی اللہ عنہ کو خلیفہ منتخب کرایا-

حدثنا عبد الله حدثني سفيان بن وكيع حدثني قبيصة عن أبي بكر بن عياش عن عاصم عن أبي وائل قال قلت لعبد الرحمن بن عوف كيف بايعتم عثمان وتركتم عليا رضي الله عنه قال ما ذنبي قد بدأت بعلي فقلت أبايعك على كتاب الله وسنة رسوله وسيرة أبي بكر وعمر رضي الله عنهما قال فقال فيما استطعت قال ثم عرضتها على عثمان رضي الله عنه فقبلها

(عکس روایت مسند احمد بن حنبل ص، جلد ا)

ترجمہ:-....... ابو وائل کہتے ہیں کہ میں عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے کہا آپ لوگوں نے علی رضی اللہ عنہ کو چھوڑ کر عثمان رضی اللہ عنہ سے کیسے بیعت کی؟ عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ اس میں میرا کیا گناہ ہے میں نے علی رضی اللہ عنہ سے ابتداء کی تھی اور کہا تھا کہ میں آپ کے ہاتھ پر

خلافت کی بیعت کرتا ہوں- کتاب اللہ،سنّت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیرت ابوبکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ پر،علی رضی اللہ عنہ بولے کہ جس قدر ہوسکا پھر میں نے اسی بات کو عثمان رضی اللہ عنہ پر پیش کیا اور انھوں نے پوری طرح سے قبول کر لیا –"[20]

(ترجمہ روایت مسند احمد بن حنبل ص۷۵جِلد۱)

مسند کی اس روایت نے ثابت کیا کہ عثمان رضی اللہ عنہ کا انتخاب نہ تو افضلیت کی بنا پر کیا گیا اور نہ مسلمانوں کی آراء کی اکثریت،بلکہ یہ عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کا یہ ذاتی فیصلہ ہے اور یہی نہیں بلکہ مسند احمد بن حنبل تو یہ ثابت کرتی ہے کہ عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے خود ہی عثمان رضی اللہ عنہ کو منتخب کرکے سب سے پہلے بیعت کی اور پھر ان کے خلاف بغاوت میں شریک ہو کر ان کے خلاف لوگوں کو بھڑکایا بھی،ان کے عیوب بیان کیے اور اُن سے اِن کا جواب مانگا اور آخرکار یہ معاملہ یہاں تک بڑھا کہ عثمان رضی اللہ عنہ کو باغیوں نے شہید کر دیا-

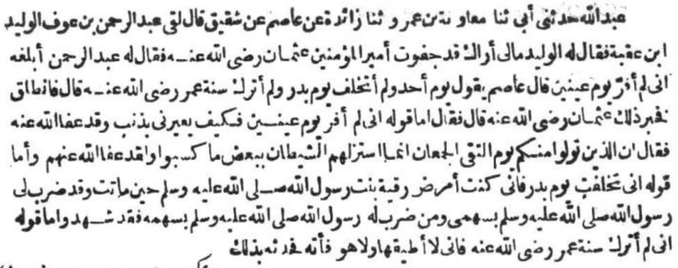
عبد الله حدثني أبي ثنا معاوية بن عمرو ثنا زائدة عن عاصم عن شقيق قال لقي عبد الرحمن بن عوف الوليد
ابن عقبة فقال له الوليد مالي أراك قد جفوت أمير المؤمنين عثمان رضي الله عنه فقال له عبد الرحمن أبلغه
اني لم أفر يوم عينين قال عاصم يقول يوم أحد ولم أتخلف يوم بدر ولم أترك سنة عمر رضي الله عنه قال فانطلق
فخبر ذلك عثمان رضي الله عنه قال فقال اما قوله اني لم أفر يوم عينين فكيف يعيرني بذنب وقد عفا الله عنه
فقال ان الذين تولوا منكم يوم التقى الجمعان انما استزلهم الشيطان ببعض ما كسبوا ولقد عفا الله عنهم وأما
قوله اني تخلفت يوم بدر فاني كنت أمرض رقية بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم حين ماتت وقد ضرب لي
رسول الله صلى الله عليه وسلم بسهمي ومن ضرب له رسول الله صلى الله عليه وسلم بسهمه فقد شهد واما قوله
اني لم أترك سنة عمر رضي الله عنه فاني لا أطيقها ولا هو فأته فحدثه بذلك

(عکس روایت مسند احمد بن حنبل ص۶۸ جلد۱)

ترجمہ:-

20 احمد شاکر کہتے ہیں إسناده ضعيف اس کی اسناد ضعیف ہیں – اس کے ضعیف ہونے کی وجہ سفیان بن وکیع بن الجراح کا   اس کو روایت کرنا کہا گیا ہے جبکہ امام احمد کہتے ہیں قال عبد الله بن أحمد: سئل (يعني أباه) عن سفيان بن وكيع قبل أن يموت بأيام عشرة، أو أقل، يكتب عنه؟ فقال: نعم، ما أعلم إلا خيراً. «العلل» میں ان میں سوائے خیر کے کچھ نہیں جانتا

"........شقیق کہتے ہیں کہ عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ اور ولید بن عقبہ میں ملاقات ہوئی تو ولید بن عقبہ نے ان سے کہا کہ آپ نے امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ پر بڑا ظلم کیا- اس کے جواب میں عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ان تک(عثمان رضی اللہ عنہ تک) میری طرف سے یہ بات پہنچا دینا کہ میں یوم عینین (اُحد) فرار نہیں ہوا اور نہ میں یوم بدر میں پیچھے رہا اور نہ سنت عمر رضی اللہ عنہ کو ترک کیا-پھر شقیق عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس گئے- اور ان کو عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے یہ اعتراضات بتلایے- عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ یوم عینین کے فرار کا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کیا عاردلاتے ہیں اس کو تو اللہ نے معاف کردیا اور قرآن میں فرمایا- انا الذین تولوا منکم یوم التقی الجمعان انما استزلھم الشیطن ببعض ماکسبوا ولقد عفا اللہ عنھم ان اللہ غفورحلیم.(تم لوگوں میں سے جو لوگ مقابلے کے وقت پیٹھ دکھا بیٹھے ان کی اس لغزش کا سبب یہ تھا کہ ان کی بعض کمزوریوں کی وجہ سے شیطان نے ان کے قدم ڈگمگا دئیے تھے-اللہ نے ان کو معاف کردیا سورۃ العمران ۱۵۵) اور عبدالرحمن کا یہ قول کہ میں کیوں جنگ بدر میں پیچھے رہ گیا تو اس کی وجہ یہ تھی کہ میں رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تیمارداری میں مصروف تھا جب کہ وہ مرض الموت میں مبتلا تھیں-رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے مالِ غنیمت سے میرا حصہ لگایا اور جس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حصہ لگائیں اس کو حاضر ہی سمجھنا چاھیے-اور عبدا لرحمان کا یہ کہنا کہ میں نے سنت عمر رضی اللہ عنہ کو ترک کر دیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ نہ مجھ میں اس کی طاقت ہے اور نہ عبدالرحمن میں – تو اے شقیق عبدالرحمن کے پاس جا کر میرا جواب ان تک پہنچا دینا-"[21]

(ترجمہ روایت مسند احمد بن حنبل ص۶۸ جِلد۱)

اس طرح ایک مصری کے اعتراض پر عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے جو اس کو سخت جواب دے کر لا جواب کر یہ تھا- اس کی نقل اتاری گئی اور مصری کی جگہ عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کا نام لے کر اس واقعہ کا تیسرا اعتراض کہ عثمان رضی اللہ عنہ بیعت رضوان میں کیوں شریک نہیں تھے،کی جگہ سنت عمر رضی اللہ

21

شعیب الأرنؤوط کہتے ہیں اس کی اسناد حسن ہیں – احمد شاکر کہتے ہیں إسناده صحيح -

عنہ کی عدم پیروی کے اعتراض کو داخل کر کے ثابت کر دیا گیا کہ عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم میں شمار کیے جانے والے سارے کے سارےآپس ہی میں ہمیشہ دست و گریبان ہوتے رہتے تھے- عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور مصری متعرض سے متعلق بخاری کی حدیث یہ ہے-

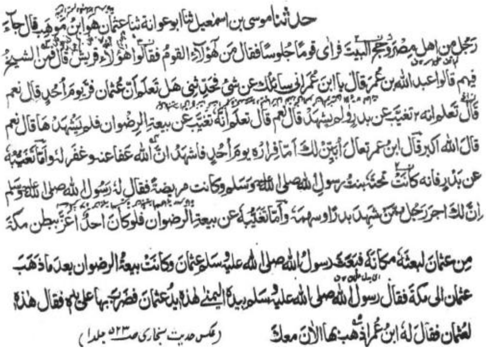
حدثنا موسى بن اسمعيل ثنا ابو عوانة ثنا عثمان هو ابن موهب قال جاء رجل من اهل مصر وحج البيت فرأى قوما جلوسا فقال من هؤلاء القوم فقالوا هؤلاء قريش قال فمن الشيخ فيهم قالوا عبد الله بن عمر قال يا ابن عمر اني سائلك عن شيء فحدثني هل تعلم ان عثمان فر يوم احد قال نعم قال تعلم انه تغيب عن بدر ولم يشهد قال نعم قال تعلم انه تغيب عن بيعة الرضوان فلم يشهدها قال نعم قال الله اكبر قال ابن عمر تعال أبين لك اما فراره يوم احد فاشهد ان الله عفا عنه وغفر له واما تغيبه عن بدر فانه كانت تحته بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم وكانت مريضة فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم ان لك اجر رجل ممن شهد بدرا وسهمه واما تغيبه عن بيعة الرضوان فلو كان احد اعز ببطن مكة من عثمان لبعثه مكانه فبعث رسول الله صلى الله عليه وسلم عثمان وكانت بيعة الرضوان بعد ما ذهب عثمان الى مكة فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم بيده اليمنى هذه يد عثمان فضرب بها على يده فقال هذه لعثمان فقال له ابن عمر اذهب بها الآن معك

(عکس حدیث بخاری ص۵۲۳ جلد۱)

ترجمہ:-

"........عثمان بن موہب روایت کرتے ہیں کہ اہلِ مصر میں سے ایک شخص آیا اور اس نے حج کیا اور دیکھا کہ ایک جماعت بیٹھی ہوئی ہے-پوچھا کہ یہ لوگ کون ہیں؟کہا گیا کہ قریش کے لوگ ہیں اس شخص نے دریافت کہ ان کا بڑا کون ہے؟لوگوں نے عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عمر کا نام لیا-اب وہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ میں آپ سے کچھ باتوں کے متعلق پوچھنا چاہتا ہوں-آپ مجھے بتلائیے کیا آپ کہ عثمان رضی اللہ عنہ جنگ احد کے دن میدان سے فرار ہو گئے تھے؟ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں- پھر اس نے کہا کہ کیا آپ کو معلوم ہے کہ وہ جنگ بدر میں بھی شریک نہیں تھے؟ ابن عمر نے کہا- ہاں پھر اس نے کہہ کہ کیا آپ جانتے ہیں کہ بیعت رضوان کے وقت بھی عثمان رضی اللہ عنہ موجود نہیں تھے؟ابن عمر نے کہا-ہاں –ایسا ہی ہے- مصری نے(خوش ہو کر) اللہ اکبر کا نعرہ لگایا- اب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آؤ پوری بات تمہیں بتاؤں- رہا جنگ احد سے فرار تو میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ نے انہیں معاف کردیا اور ان کی مغفرت فرمائی- رہی جنگ بدر میں ان کی غیر حاضری تو اس کی حقیقت یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی(رقیہ رضی اللہ عنہا) جو ان کے نکاح میں

تھیں،بیمار تھیں ،پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کہا کہ (تم ان کی تیمارداری کے لیے روک جاؤ) تم کو بدر والوں کا ثواب بھی ملے گا اور مال غنیمت میں حصہ بھی – رہا ان کا بیعت رضوان میں شریک نہ ہونا- تو اگر ان سے زیادہ ہر د لعزیز اور باعزت کوئی اور وادئ مکّہ میں ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو عثمان رضی اللہ عنہ کے بجاے قریش مکہ کے پاس سفیر بنا کر بھیجتے- پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور بیعت رضوان ان کے مکہ جانے کا بعد ہوئی- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے داہنے ہاتھ کو اٹھا کر فرمایا کہ اس کو عثمان کا ہاتھ سمجھو اور اس ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر مارا اور کہا کہ یہ عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت ہے- یہ سب کہ کر عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے مصری سے کہا آپ تو میرے اس بیان کو لیتا جا-"

(ترجمہ حدیث بخاری حدیث ۵۲۳ جلد۱)

طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ

عشرہ مبشّرہ کے ایک فرد اور جنگ احد کے بطل(ہیرو)کو بھی مسند احمد بن حنبل نے نہ چھوڑااور خلافت کے معاملے میں اس شخص کو جس نے عثمان رضی اللہ عنہ کے حق میں دست بردار ہونے کا اعلان کیا تھا،ان کا دشمن،باغیوں کا ساتھی اور بیعت توڑنے والا ثابت کرنے کی کوشش کی اور یہاں بھی عثمان رضی اللہ عنہ ہی کے قول کو استعمال کی-

حدثنا عبد الله حدثني عبيد الله بن عمر القواريري حدثني القاسم بن الحكم بن أوس الانصاري حدثني أبو عبادة الزرقي الانصاري من أهل المدينة عن زيد بن أسلم عن أبيه قال شهدت عثمان رضي الله عنه يوم حوصر في موضع الجنائز ولو ألقي حجر لم يقع الا على رأس رجل فرأيت عثمان رضي الله عنه أشرف من الخوخة التي تلي مقام جبريل عليه السلام فقال أيها الناس أفيكم طلحة فسكتوا ثم قال أيها الناس أفيكم طلحة فسكتوا ثم قال يا أيها الناس أفيكم طلحة فقام طلحة بن عبيد الله فقال له عثمان رضي الله عنه الا أراك ههنا ما كنت أرى انك تكون في جماعة تسمع ندائي آخر ثلاث مرات ثم لا تجيبني أنشدك الله يا طلحة تذكر يوم كنت أنا وأنت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في موضع كذا وكذا ليس معه أحد من أصحابه غيري وغيرك قال نعم فقال لك رسول الله صلى الله عليه وسلم يا طلحة انه ليس من نبي الا ومعه من أصحابه رفيق من أمته معه في الجنة وان عثمان بن عفان رضي الله عنه هذا يعنيني رفيقي معي في الجنة قال طلحة اللهم نعم ثم انصرف

(عکس روایت مسند احمد بن حنبل ص۶۲، جلد۱)

ترجمہ:-

".........اسلم روایت کرتے ہیں کہ عثمان رضی اللہ عنہ کو محاصرے دن میں موضع جنائزمیں دیکھا اور اگر پتھر پھینکا جاتا تو کسی نہ کسی کے سر پر ضرور گرتا،(زمین پر نہ آتا- اتنا مجمع تھا)میں نے دیکھا کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے مکان کے جھروکے سے جو مقام جبرئیل سے متصل تھا لوگوں کو آواز دے کر پوچھا کہ اے لوگو! کیا تم میں طلحہ رضی اللہ عنہ موجود ہیں؟ سارے لوگ خاموش رہے پھر عثمان رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو اسی طرح آواز دی سارے لوگ خاموش رہے- پھر تیسری بار یہی آواز لگانے پر طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اب عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا میں تم کو یہاں نہیں دیکھ رہا ہوں(یعنی باغیوں کے ساتھ) میں گمان بھی نہیں کرسکتا تھا کہ تم لوگوں میں موجود میں ہو گے، میری آواز بھی سنتے ہو گے اور

پھر تین بار میرے آواز دینے پر بھی تم جواب نہ دو گے میں تم کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ تم کو وہ دن یاد ہے کہ ہم اور تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے فلاں فلاں جگہ پر ہمارے اور تمہارے علاوہ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کوئی اور نہیں تھا طلحہ نے کہا ہاں یاد ہے- کہا کہ کیا اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم سے نہیں کہا تھا کہ اے طلحہ کوئی نبی ایسا نہیں کہ جس کے ساتھ اس کی امّت کا کوئی نہ کوئی ساتھی جنّت میں اس کے ساتھ نہ رھے اور پھر کہا کہ یہ عثمان جنّت میں میرے ساتھ رہیں گے – طلحہ رضی اللہ عنہ نے جواب

دیا اللہ کی قسم یہی کہا تھا- پھر مجمع سے نکل کر واپس چلے گئے-[22]

(ترجمہ روایت مسند احمد بن حنبل ص٧٤جِلد١)

مسند کی روایت نے عبدالرحمن رضی اللہ عنہ طلحہ رضی اللہ عنہ کو بھی باغیوں کا دوست اور خلیفة المسلمین کا دشمن ثابت کر دکھایا اور آخر میں یہ بھی کہ طلحہ رضی اللہ عنہ نے چھپنے کی بہت کوشسش کی مگر جب راز فاش ہوگیا تب کہیں وہ باغیوں اور عثمان رضی اللہ عنہ کے ہونے والے قاتلوں کے مجمع سے واپس گئے-

مسند احمد کی ایک دوسری روایت ان دونوں حضرات(عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ اور طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ)کو ایک ساتھ عثمان رضی اللہ عنہ کا دشمن اور باغیوں کو اشتعال دلانے والا ثابت کرتی ہے- روایت یہ ہے-

---

22 شعیب الأرنؤوط اور احمد شاکر کہتے ہیں إسناده ضعيف اور اس کی وجہ سند میں القاسم بن حكم الأنصاري کا موجود ہونا ہے – الذھبی میزان میں کہتے ہیں قال أبو حاتم: مجهول. قلت: محله الصدق. میں کہتا ہوں سچے ہیں

حدثنا عبد الله حدثني محمد بن أبي بكر بن علي المقدمي ثنا محمد بن عبد الله
الانصاري ثنا هلال بن حق عن الجريري عن ثمامة بن حزن القشيري قال شهدت الدار يوم أصيب عثمان
رضي الله عنه فطلع عليهم اطلاعة فقال ادعوا الى صاحبيكم اللذين ألباكم علي فدعيا له فقال انشدكما الله
أتعلمان ان رسول الله صلى الله عليه وسلم لما قدم المدينة ضاق المسجد بأهله فقال من يشتري هذه البقعة من
خالص ماله فيكون فيها كالمسلمين وله خير منها في الجنة فاشتريتها من خالص مالي فجعلتها بين المسلمين وأنتم
تمنعوني ان أصلي فيه ركعتين ثم قال أنشدكم الله أتعلمون ان رسول الله صلى الله عليه وسلم لما قدم المدينة لم
يكن فيها بئر يستعذب منه الا رومة فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم من يشتريها من خالص ماله فيكون دلوه
فيها كدلي المسلمين وله خير منها في الجنة فاشتريتها من خالص مالي فانتم تمنعوني ان أشرب منها ثم قال هل
تعلمون اني صاحب جيش العسرة قالوا اللهم نعم — (عکس روایت مسند احمد بن حنبل ص۷۴، ۷۵ جلد۱)

ترجمہ:- "........ثمامہ بن حزن القشیری بیان کرتے ہیں کہ جس روز عثمان رضی اللہ عنہ شہید کیے گئے اس دن میں نے دیکھا کہ مکان کے اوپرسے انہوں نے لوگوں پر جھانک کر کہا کہ بلا لاؤ اپنے ان دونوں ساتھیوں کو جنھوں نے تم لوگوں کو میرے خلاف اشتعا ل دلایا ہے پس وہ دونوں بلا لائے گئے اور ان سے خطاب کر کے عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں تم دونوں کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ کیا تم دونوں جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے اور مسجد لوگوں پر تنگ ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کون ---- اس زمین کے ٹکڑے کو اپنے خالص مال سے خرید کر مسجد میں شامل کرے گا اور پھر مسلمانوں کی طرح اس میں ایک مسلمان کی حیثیت سے (نمازی) بنا رھے گا ، اُس کو اِس سے اچھی جگہ جنّت میں ملے گی-تو میں نے اس زمین کے ٹکڑے کو اپنے خالص مال سے خرید کر مسلمانوں کے لیے جگہ بنا دی اور اب تم مجھ کو اس میں دو رکعت نماز پڑھنے سے بھی روکتے ہو- پھر کہا کہ تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ کیا تم کو معلوم ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو میٹھے پانی کا کوئی کنواں "رومتہ"کے علاوہ نہیں تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کون اس کنویں کو اپنے خالص مال سے اس طرح خریدے گا کہ اس کے ڈول اور دوسرے مسلمانوں کے ڈول میں کوئی امتیاز نہ ہو گا- تو اس سے بہتر جنّت میں ملے گا- پس میں نے اس کو اپنے خالص مال سے خریدا اور تم نے اب مجھ کو اس کا پانی پینے سے بھی روک دیا ہےاور پھر کہا کہ تم جانتے ہو کہ میں نے جیش

العسرة(جنگ تبوک کے لشکر)کے معاملہ میں کیا کیا تھا؟ انہوں نے کہا کہ اللہ جانتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کا کہناصحیح ہے –" [23]

(ترجمہ روایت مسند احمد بن حنبل ص٧٥،٧٤ جِلد)

اس طرح مسند احمد نے نام لیے بغیر دونوں حضرات عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ (جو عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت سے چار سال پہلے ہی وفات پا چکے تھے-) اور طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ کو باغیوں ساتھی،عثمان رضی اللہ عنہ کے ہونے والے قا تلوں کا سرپرست اور ان کو خلیفة المسلمین کے خلاف اشتعال دلانے والا ثابت کر دکھایا- ان دونوں حضرات میں سے عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے پوری دیانت داری کے ساتھ علی رضی اللہ عنہ کے بجائے عثمان رضی اللہ عنہ کو خلافت کے لیے منتخب اور طلحہ رضی اللہ عنہ نے عثمان رضی اللہ عنہ کے حق میں خلافت سے دست برداری کا اعلان کیا تھا –

---

23 شعیب الأرنؤوط کہتے ہیں اسناد حسن ہیں –احمد شاکر کہتے ہیں إسناده صحيح -

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا معاملہ

بخاری حدیث لائے ہیں-

حدثنا اسحٰق قال حدثنا خلد بن عبداللہ عن خلد الحذاء عن ابی عثمٰن ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعث
عمرو بن العاص علی جیش ذات السلاسل قال فاتیتہ فقلت ای الناس احب الیک قال عائشۃ قلت
من الرجال قال ابوھا قلت ثم من قال عمر فعد رجالا فسکت مخافۃ ان یجعلنی فی اٰخرھم

(عکس حدیث بخاری حدیث ص۶۲۵ جلد۱)

ترجمہ:- "........ابو عثمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ ذات السلاسل کی جنگ میں فوج کا سالار بنا کر بھیجا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ واپس آ کر میں نے پوچھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ محبّت کس سے ہے؟ فرمایا عائشہ رضی اللہ عنہ سے عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ مردوں میں کون سب سے زیادہ محبوب ہے؟ فرمایا ان کے باپ(ابوبکر رضی اللہ عنہ) میں نے پھر کہا پھر؟ فرمایا عمر رضی اللہ عنہ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرے نام لیے اور میں خاموش ہو گیا اس ڈر سے کہ کہیں میرا نام سب سے آخر میں نہ ہو –"

(ترجمہ حدیث بخاری حدیث ص۶۲۵ جلد۱)

اس طرح بخاری نے بیان کیا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ ذات السلاسل میں سالار مقرر کر کے بھیجا اور جب وہ کامیاب واپس آئے تو انہوں نے یہ خیال کیا کہ جب اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اتنے بڑے لشکر کا امیر بنایا ہے جس میں بڑے بڑےصحابہ رضی اللہ عنہم شامل تھے تو ہو سکتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں میرے محبّت کا بھی کوئی اونچا مقام ہو، اس لیا انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہ رضی اللہ عنہ، ابوبکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ کے بعد اور بہت نام گنوائے- اس حدیث کو لا کر بخاری نے ثابت کیا کہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو جب سالار بنایا گیا تھا اور وہ کامیاب واپس آئے تب انہوں

نے ایسا سوال کیا اگر وہ ناکام آئے ہوتے یہ کسی حکم کی خلاف ورزی کی ہوتی تو کبھی ان کو ایسا سوال کرنے کی جرّات نہ ہوتی

اب مسند احمد بن حنبل کی روایت سامنے ہے-

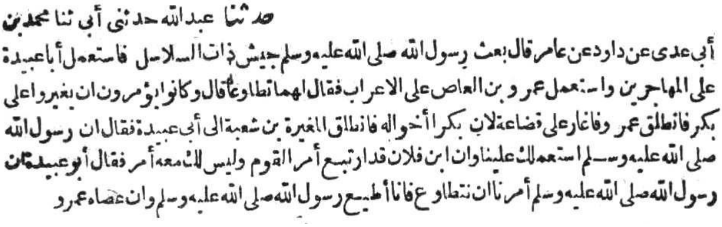
حدثنا عبد الله حدثني أبي ثنا محمد بن أبي عدي عن داود عن عامر قال بعث رسول الله صلى الله عليه وسلم جيش ذات السلاسل فاستعمل أبا عبيدة على المهاجرين واستعمل عمرو بن العاص على الاعراب فقال لهما تطاوعا قال وكانوا يؤمرون ان يغيروا على بكر فانطلق عمرو فأغار على قضاعة لان بكرا أخواله فانطلق المغيرة بن شعبة الى أبي عبيدة فقال ان رسول الله صلى الله عليه وسلم استعملك علينا وان ابن فلان قد ارتبع أمر القوم وليس لك معه أمر فقال أبو عبيدة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم أمرنا ان نتطاوع فانا أطيع رسول الله صلى الله عليه وسلم وان عصاه عمرو

(عکس روایت مسند احمد بن حنبل ص۱۹٦جِلد۱)

........عامر(تابعی) روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ ذات السلاسل کا لشکر بھیجا تو ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو مہاجرین کا افسر بنایا اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو اعراب پر امیر مقرر کیا اور دونوں حضرات سے کہا کہ مل جل کر رہناہے- ان لوگوں کو حکم ہوا تھا کہ بنو بکر پر چھاپہ ماریں عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ روانہ ہوئے اور انہوں نے(بنوبکر کے بجائے)بنو قضاعہ پر چھاپہ مارا کیونکہ بنوبکر سے ان کی ننھیالی قرابت تھی-مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے پاس شکایات کرنے گئے اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم پر آپ کو امیر بنایا ہے- اور فلاں کے بیٹے(عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ)نے قوم کے ایک حصے کی امارت پائی ہے اور وہ آپ کی امارت میں شریک نہیں ہیں ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو باہم مل جل کر رہنے کا حکم دیا ہے-پس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم مانتا ہوں چاہے عمرو نافرمانی کریں –"[24] -

(ترجمہ روایت مسند احمد بن حنبل ص۱۹٦جِلد۱)

24

شعیب الأرنؤوط کہتے ہیں رجاله ثقات رجال الصحيح، اس کے رجال ثقہ ہیں صحیح کے ہیں اگرچہ مرسل ہے

مسند کی اس روایت نے ظاہر کیا ہے کہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حکم سے بنوبکر پر چھاپہ مارا جائے سرتابی کی اور اپنے ننہالی عزیزوں کے بجائے بنوقضاعۃ پر چھاپہ مارا اور جب مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے اس کی شکایت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ سے کی تو انہوں نے اپنی مجبوری کا عذر پیش کیا اور مغیربن شعبہ رضی اللہ عنہ بھی ایسے سنگین معاملے میں کچھ نہ کر پائے-اس طرح عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا ساتھ ساتھ ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو کمزور سیرتوں کا مالک ہونے کی طرف اشارہ کر دیا اور یہ بھی کہ اس جنگ میں عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فوج کے سالار نہیں بلکہ اعراب کے اوپر افسر بنائے گئے تھے-

یزید بن معاویہ کا معاملہ

بخاری نے اُمّ حرام رضی اللہ عنہ کی روایت لا کر ثابت کیا ہے کہ یزید بن معاویہ امّت کے اس پہلے لشکر کے جس نے قیصر کے دار الحکومت(قسطنطنیہ)پر حملہ کیا ، سالار تھے- اور اس طرح سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت کے سب سے پہلے مستحق ہیں-بشارت یہ ہے-

اول جیش من امتی یعزون مدینہ قیصر مغفور لھم

ترجمہ:- " میری امّت کا وہ پہلا لشکر جو قیصر کے دارلحکومت(قسطنطنیہ)پر حملہ کرے گا بخشا بخشایا ہے- "

اُمّ حرام رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث لانے کے ساتھ بخاری یہ حدیث بھی لائے ہیں کہ اس - - پہلے لشکر کے شریک ہی نہیں بلکہ سالار یزید بن معاویہ تھے- بخاری کی دونوں حدیثیں یہ ہیں-

بابُ ما قیل فی قتالِ الرومِ حدثنا اسحٰقُ بنُ یزیدَ الدِّمشقیّ ثنا یحیی بن حمزۃ ثنی ثور بن یزید عن خالد بن معدان انّ عُمیر بن الاسودِ العنسیّ حدّثہ انہ اتی عبادۃ بن الصامت وھو نازلٌ فی ساحلِ حمص وھو فی بناءٍ لہ ومعہ اُمُّ حرامٍ قال عُمیر فحدّثتنا امُّ حرامٍ انھا سمعتِ النبیّ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اول جیشٍ من اُمتی یغزون البحر قد اوجبوا قالت اُمّ حرامٍ قلتُ یا رسول اللہ انا فیھم قال انتِ فیھم قالت ثم قال النبیّ صلی اللہ علیہ وسلم اول جیشٍ من امتی یغزون مدینۃ قیصر مغفورٌ لھم فقلتُ انا فیھم یا رسول اللہ قال لا (عکس حدیث بخاری صـ ۴۰۹ و صـ ۴۱۰ جلد ۱)

ترجمہ:- باب جنگ روم کے بارے میں کیا کہا گیا ہے-

"......... عمیر بن الاسود العنسی بیان کرتے ہیں کہ وہ عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ کے پاس آئے جب وو حمص کے ساحل پر اترے ہوئے تھے اور ایک مکان میں ان کا قیام تھا،ان کے ساتھ (ان کی اہلیہ) اُمّ حرام بھی تھیں- اُمّ حرام نے بیان کیا کہ

انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ میرے امّت کا پہلا لشکر جو سمندری جنگ کرےگا اس پر جنّت واجب ہو گئی- اُمّ حرام کہتی ہیں یہ سن کر میں نے کہا کہ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا میں ان میں شامل ہوں گی-آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہاں تم ان میں شامل ہوگی- اُمّ حرام کہتی ہیں کہ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے امّت کا پہلا لشکر جو قیصر کے شہر (قسطنطنیہ)پر حملہ کریگا وہ بخشا بخشایا ہے- اُمّ حرام کہتی ہیں کہ کیا میں بھی اس لشکر میں شامل ہوئیں گی-؟فرمایا نہیں –

(ترجمہ حدیث بخاری حدیث٤١٠،٤٠٩ جلد١)

بخاری کی دوسری حدیث لا کر صحابی محمود بن الربیع رضی اللہ عنہ کی زبان سے جو اس لشکر میں شامل تھے ثابت کیا کہ یزید بن معاویہ اس لشکر کے سردار تھے جس نے سب سے پہلے قسطنطنیہ پر حملہ کیا-

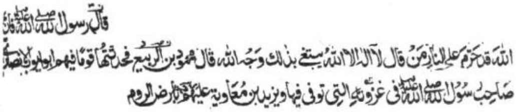
قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فإن
الله قد حرم على النار من قال لا اله الا الله يبتغي بذلك وجه الله قال محمود بن الربيع فحدثتها قوما فيهم ابو ايوب الانصاري
صاحب رسول الله صلى الله عليه وسلم في غزوته التي توفي فيها ويزيد بن معاوية عليهم بارض الروم

(عکس حدیث بخاری حدیث ص١٥٨جلد١)

ترجمہ:-

"........ محمود بن الربیع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ - - - - - -- - - - - - -- - - - - - - - - - - - - - - - - - -- - - - - - - - - - کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو آگ پر حرام کردیا ہے جو لاالہ الا اللہ کا کلمہ پڑھے اور صرف رضاۓالٰہی مطلوب ہو- محمود بن الربیع رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اس حدیث کو ایک جماعت کے سامنے بیان کیا جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ابو ایوب رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے،اس جنگ میں جس میں انہوں نے وفات پائی اور جنگ کے اس لشکر پر ارض روم می یزید بن معاویہ سالار لشکر تھے - - - - - - - - - - - -- (ترجمہ

حدیث بخاری حدیث ص١٥٨ جلد١)

امّ حرام رضی اللہ عنہ سے مسند احمد بن حنبل میں چار روایتیں آئی ہیں لیکن کسی میں اول جیش من امتی یعزون مدینہ قیصر مغفور لہم (میری امّت کا وہ پہلا لشکر جو قیصر کے دارلحکومت(قسطنطنیہ)پر حملہ کرے گا بخشا بخشایا ہے) والا ٹکڑا نہیں ہے-

(حديث أم حرام بنت ملحان رضي الله عنها)

حدثنا عبد الله حدثني أبي ثنا روح قال ثنا حماد يعني ابن سلمة عن يحيى بن سعيد عن محمد بن يحيى بن حبان عن أنس بن مالك عن أم حرام انها قالت بينا رسول الله صلى الله عليه وسلم قائلا في بيتي اذ استيقظ وهو يضحك فقلت بابي وأمي أنت ما يضحكك فقال عرض علي ناس من أمتي يركبون ظهر هذا البحر كالملوك على الاسرة فقلت ادع الله أن يجعلني منهم قال اللهم اجعلها منهم ثم نام أيضا فاستيقظ وهو يضحك فقلت بابي وأمي ما يضحكك قال عرض علي ناس من أمتي يركبون هذا البحر كالملوك على الاسرة فقلت ادع الله أن يجعلني منهم فقال أنت من الاولين فغزت مع عبادة بن الصامت وكان زوجها فوقصتها بغلة لها شهباء فوقعت فماتت

حدثنا عبد الله حدثني أبي ثنا عفان ثنا حماد بن سلمة قال أخبرني يحيى بن سعيد عن محمد بن يحيى بن حبان عن أنس بن مالك عن أم حرام قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم في بيتي فذكر معناه

(عکس روایت مسند احمد بن حنبل ص۳٦۱جِلد۱)

ترجمہ:- "........محمد بن یحییٰ بن حبان انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے اور وہ امّ حرام رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا اس درمیان کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر قیلولہ فرما رہے تھے(امّ حرام رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضائی امّ حرام خالہ تھیں) بیدار ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا رہے تھے- میں نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ قربان،آپ صلی اللہ علیہ وسلم کس وجہ سے مسکرا رہے ہیں- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے میری امّت کے لوگ دیکھاے گئے جو سمندر کی پیٹھ پر سوار اس طرح جارہے تھے جسیے بادشاہ اپنے تختوں پر- امّ حرام رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے عرض کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ سے میرے لیے دعا کریں کہ وہ مجھے ان لوگوں میں سے بنا دے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ اے اللہ امّ حرام کو ان میں سے بنا دے-پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے اور پھر ہنستے ہوئے بیدار ہوئے تو میں نے کہا کہ میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس کیوں رھے ہیں- فرمایا کہ میرے اوپر میری امّت کے لوگ پیش کیے گئے،جو سمندر کی پیٹھ پر اس طرح سوار تھے جیسے بادشاہ ہوں اپنے تختوں پر- امّ حرام رضی اللہ عنہ کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ آپ صلی

اللہ علیہ وسلم میرے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ مجھے ان لوگوں میں سے بنا دے- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم پہلے لوگوں میں ہو- پھر امِّ حرام رضی اللہ عنہ اپنے شوہر عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس پہلے سمندری غزوہ میں شرکت کی اور واپسی پر اپنے بھورے رنگ کے خچر سے گر کر وفات پائی دوسری روایتیں بھی اسی معنی میں ہیں-[25]

(ترجمہ روایت مسند احمد بن حنبل ص۳۶۱جِلد۱)

25

شعیب الأرنؤوط کہتے ہیں اس کی اسناد مسلم کی شرط پر صحیح ہیں -

عیسیٰ علیہ اسلام یا مہدی

بخاری حدیث لائے ہیں کہ عیسیٰ علیہ اسلام کا آخری زمانے میں نزول ہوگا اور وہ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گئے – کوئی کافر و مشرک زمین پر باقی نہ رہے گا- اس لیے جزیہ دینے والا کوئی نہ ہو گا- صلیب توڑ ڈالی جائے گی اور خنزیرقتل کردیا جائے گا-مال کی بہتات ہوگی-مگر کوئی اسے قبول کرنے پر آمادہ نہ ہو گا ایک سجدہ ، لوگوں کی نگاہ میں دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے اس سے زیادہ قیمتی ہو گا-

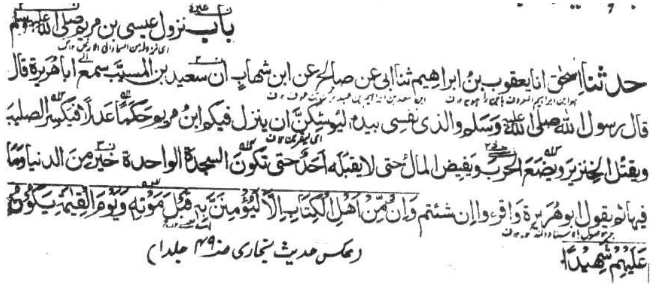

باب نزول عیسی بن مریم صلی اللہ علیہما وسلم

حدثنا اسحٰق انا یعقوب بن ابراهیم ثنا ابی عن صالح عن ابن شهاب ان سعید بن المسیب سمع ابا هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم والذی نفسی بیده لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکما عدلا فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الحرب ویفیض المال حتی لا یقبله احد حتی تکون السجدة الواحدة خیر من الدنیا وما فیها ثم یقول ابو هریرة واقرءوا ان شئتم وان من اهل الکتاب الا لیؤمنن به قبل موته ویوم القیمة یکون علیهم شهیدا

(عکس حدیث بخاری صفحہ ۴۹۰ جلد ۱)

ترجمہ:- "........ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کا ہاتھ میں میرے جن ہے وہ زمانہ قریب ہے کہ عیسیٰ علیہ اسلام تمہارے اندر اتریں گے – منصف حاکم بن کر، صلیب توڑ ڈالیں گے-سور کو قتل کردیں گے اور جزیہ کو موقوف- مال و دولت کی بہتات ہوگی لیکن کوئی اسے قبول کرنے پر تیار نہ ہو گا- یہاں تک ایک سجدہ لوگوں کی نگاہ میں دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے اس سے زیادہ محبوب ہوگا-پھر ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم اگر اس کی تصدیق چاھتے ہو تو قرآن کی اس آیت کو اپنے سامنے رکھو –

وان من اهل الكتب الا ليومنن به قبل موته ، ويوم القيمة يكون عليهم شهيدا (سورة النساء آيت ١٥٩)

" یعنی اہل کتاب میں سے کوئی ایسا نہ ہو گا جو ان کی موت سے پہلے ان پر امان نہ لے آئے اور قیامت کی روز وہ ان پر گواہی دیں گے-"

(ترجمہ حدیث بخاری حدیث ص۴۹۰جلد۱)

اور یہی بات مسلم کی روایت میں آئی ہے-

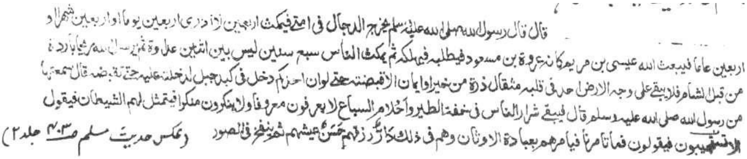
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخرج الدجال فی امتی فیمکث اربعین لا ادری اربعین یوما او اربعین شهرا او
اربعین عاما فیبعث الله عیسی بن مریم کانه عروة بن مسعود فیطلبه فیهلکه ثم یمکث الناس سبع سنین لیس بین اثنین عداوة ثم یرسل الله ریحا باردة
من قبل الشام فلا یبقی علی وجه الارض احد فی قلبه مثقال ذرة من خیر او ایمان الا قبضته حتی لو ان احدکم دخل فی کبد جبل لدخلته علیه حتی تقبضه قال سمعتها
من رسول الله صلی الله علیه وسلم قال فیبقی شرار الناس فی خفة الطیر واحلام السباع لا یعرفون معروفا ولا ینکرون منکرا فیتمثل لهم الشیطان فیقول
الا تستجیبون فیقولون فما تامرنا فیامرهم بعبادة الاوثان وهم فی ذلک دار رزقهم حسن عیشهم ثم ینفخ فی الصور (عکس حدیث مسلم ص۴۰۳ جلد ۲)

ترجمہ:-

"........عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کہ دجال خروج کرے گا اور چالیس رہے گا- عبداللہ بن عمروالعاص رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نہیں کہا سکتا کہ چالیس دن، چالیس مہینے یا چالیس سال، پھر اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ اسلام کو بھیجے گا-ان کی شکل و صورت عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرح ہوگی-وہ دجال کا پیچھا کر کے اس کو ہلاک کر دیں گے، پھر لوگ سات سال تک اس طرح رہیں گے- کہ دو شخصوں کے درمیان کوئی رنجش کوئی عداوت نہیں ہو گی- پھر اللہ تعالیٰ ملک شام کی طرف ایک ٹھنڈی ہوا بھیجے گا اور اس کے اثر سے زمین پر ہر وہ شخص جس کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہوگا مر جائے گا-یہاں تک کہ ایمان والا پہاڑ کی چٹان کے اندر بھی ہوگا یہ ھوا وہاں بھی داخل ہوگر اسے مر ڈالے گی- فرمایا پھر صرف اشرار رہ جائیں گے اور ان میں شروفساد اور شہوانیت کی طرف سبقت کرنے میں پرندوں کی پرواز کی تیزی ہوگی اور قتلو خوبریزی میں درندوں کا انداز- نہ کسی نیکی کی طرف مائل ہوں گے اور نہ کسی برائی سے منع کریں گے-پھر شیطان ان کے لیے تمشل؟؟؟؟ ہوگا اور کہے گا تمہیں شرم نہیں آتی، یہ لوگ اس سے دریافت کریں گے کہ کیا حکم ہے وہ بتوں کی پرستش کا حکم دے گا اور اس طرح دنیا کے مزوں اور عیش میں غرق ہوں گے(مسلم کی دوسری روایت میں ہے کہ گدھوں کی طرح اپنی خرمستیوں میں مشغول ہوں گے)کہ سور میں پھونک مر دی جائے گی –

(ترجمہ حدیث مسلم حدیث ص۴۰۳جلد۱)

لیکن مسند احمد بن حنبل کی روایتیں بتاتی ہیں کہ قیامت سے پہلے جو خیر کا زمانہ آنے والا ہے وہ عیسیٰ علیہ اسلام کے زمانے میں نہیں بلکہ المہدی کی حکمرانی کے دور میں ہوگا-

حدثنا عبدالله حدثني أبي ثنا زيد بن الحباب حدثني حماد بن زيد ثنا المعلى بن زياد المعولي عن العلاء بن بشير المزني عن أبي الصديق الناجي عن أبي سعيد الخدري قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم أبشركم بالمهدي يبعث في أمتي على اختلاف من الناس وزلازل فيملأ الأرض قسطا وعدلا كما ملئت جورا وظلما ويرضى عنه ساكن السماء وساكن الأرض وعلا الله قلوب أمة محمد غنى فلا يحتاج أحد الى أحد فينادي [illegible] ... أجشع أمة محمد نفسا أو عجز عني ما وسعهم قال فيمكث سبع سنين أو ثمان سنين أو تسع سنين ثم لا خير في الحياة أو في العيش بعده

(عکس مسند احمد بن حنبل ص۵۲ جلد ۳)

ترجمہ:-

"........ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگوں کو المہدی کی خوشخبری سناتا ہوں، مہدی میری امّت میں لوگوں میں اختلاف اور زلزلوں کےزمانے میں مبعوث ہوں گے اور زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے-جیسے وہ پہلے ظلم و جور سے پر تھی اور ان سے آسمان والے بھی خوش اور زمین والے بھی راضی ہوں گے اور اللہ تعالیٰ امّت محمدیہ کے دل غنی کردے گا اور کوئی کسی کا محتاج نہ ہو گا-ایک منادی کرنے والا آوازلگائے گا کہ کون ہے جس کو مال کی حاجت ہے پس ایک شخص کھڑا ہوگا اور کہے گا مجھے مال چاہئیے-اس سے کہا جائے گا خزانچی کے پاس جا اور اس سے کہہ کہ مہدی نے تمہیں حکم دیا ہے کہ مجھے مال دو-پھر وہ شخص خزانچی کے پاس ا کر مہدی کا حکم سناے گا اب اس شخص سے کہا جائے گا کہ مال سمیٹ کر جمع کر لے اور جب وہ مال جمع کر چکے گا ---------راوی کہتے ہیں کہ مہدی سات سال آٹھ سال یہ نو سال رہیں گے اور اس کے بعد پھر زندگی میں کوئی خیر باقی نہ رھے گا-" [26]

---

[26] مہدی کی روایات ضعیف ہیں – اس روایت کی سند میں العلاء بن بشیر ہے جو مجہول ہے – البانی کتاب سلسلة الأحاديث الصحيحة وشيء من فقهها وفوائدها میں اس روایت پر لکھتے ہیں ورجاله ثقات رجال مسلم؛ غير العلاء بن بشير، وهو مجهول

اس طرح بخاری کے عیسیٰ بن مریم علیہ اسلام کی جگہ مسند احمد کی روایتیں اس مہدی کو لے آئیں جس کے متعلق ایک گروہ کا عقیدہ یہ ہے کہ وہ سن ٢٥٥ ھ یا ٢٥٦ ھ میں پیدا ہوئے ان کو چھپا کر رکھ جاتا تھا اس لیے ان کو کوئی دیکھ نہیں سکتا تہ – وہ سن ٢٦٠ ھ میں اپنے والد کی وفات سے صرف دس دن پہلے غائب ہو گئے-اور وہ تمام چیزیں اور سامان جو علی رضی الله عنہ سے منتقل ہو کر ہرامام کے پاس رہتا تھا مثلاً علی رضی الله عنہ کا جمع کیا ہوا اصلی اور پورا کامل قرآن قدیم آسمانی کتابیں تورات انجیل زبور اور دیگر انبیاء علیہم اسلام کے صحیفے (اپنی اصلی شکل میں)مصحفِ فاطمہ،الجفر الجامعہ والا بورا،انبیاء سابقین کے معجزات،عصائے ِموسیٰ علیہ اسلام ،قمیض ِ آدم علیہ اسلام ،سلیمان علیہ اسلام کی انگوٹھی ،غرض سارا سامان لے کر یہ ٤-٥ سال کے صاحبزادے،تن تنہا اپنے شہرسُرَّمَن رای کے غار میں روپوش ہو گئے-قیامت سے پہلے غار سے نکل کر آئیں گے اور ابوبکر رضی الله عنہ اور عمر رضی الله عنہ کو ان کی قبروں سے نکالیں گے-زندہ کر کے دنیا بھر کے گناہگاروں کے کے گناہوں کی سزا میں سن رات میں ان دونوں کو ہزار بار مار ڈالیں گے اور ہزار بار پھر زندہ کریں گے -

---

اس کے راوی ثقہ ہیں صحیح مسلم کے ہیں سوائے العلاء بن بشیرِ کے جو مجھول ہے - کتاب سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة وأثرها السيئ في الأمة میں کہتے ہیں وهذا إسناد ضعيف یہ اسناد ضعیف ہیں

مسند احمد بن حنبل کی نادر روایتیں

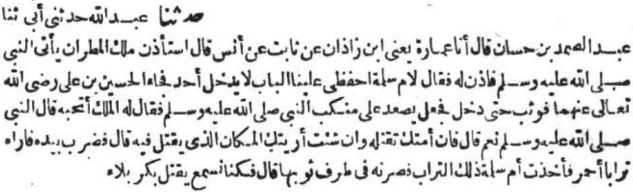
حدثنا عبد الله حدثني أبي ثنا
عبد الصمد بن حسان قال أنا عمارة يعني ابن زاذان عن ثابت عن أنس قال استأذن ملك المطر أن يأتي النبي
صلى الله عليه وسلم فأذن له فقال لأم سلمة احفظي علينا الباب لا يدخل أحد فجاء الحسين بن علي رضي الله
تعالى عنهما فوثب حتى دخل فجعل يصعد على منكب النبي صلى الله عليه وسلم فقال له الملك أتحبه قال النبي
صلى الله عليه وسلم نعم قال فإن أمتك تقتله وإن شئت أريتك المكان الذي يقتل فيه قال فضرب بيده فأراه
ترابا أحمر فأخذت أم سلمة ذلك التراب فصرته في طرف ثوبها قال فكنا نسمع يقتل بكربلاء

(عکس روایت مسند احمد بن حنبل ص۲٦٥ جِلد۳)

ترجمہ:-

"......... انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ بارش کے فرشتے نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے کی اجازت مانگی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت مانگی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دے دی اور ام سلمہ رضی اللہ عنھسے ارشاد فرمایا کہ دروازے کی حفاظت کرتی رہنا کوئی اندر نہ آنے پائے لیکن حسین بن علی رضی اللہ عنہ آئے اور اچھل کر اندر داخل ہو گئے-نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کاندھےپر چڑھنا شروع کردیا- بارش کے فرشتے نے کہ کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو محبوب رکھتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہاں،فرشتے نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امّت ان کو قتل کرے گی اور اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاہیں تو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ جگہ بھی دکھا دوں جہاں یہ قتل کیے جائیں گے- پھر فرشتے نے ہاتھ مارا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سرخ مٹی دکھائی ام سلمہ رضی اللہ عنہ اس مٹی کو لے کر اپنے کپڑے کے کنارے سے باندھ لیا-راوی کہتے ہیں کہ ہیں- کہ ہم حسین بن علی رضی اللہ عنہ کے متعلق سنا کرتے تھے کہ وہ کربلا میں قتل کیے جائیں گے-"[27]

27

شعیب الأرنؤوط کہتے ہیں إسناده ضعيف، تفرد به عمارة بن زاذان عن ثابت، وقد قال الإمام أحمد: يروي عن ثابت عن أنس أحاديثَ مناكير اس کی اسناد ضعیف ہیں- اس

(ترجمہ روایت مسند احمد بن حنبل ص٢٦٥ جِلد٣)

حدثنا عبد الله حدثني أبي
ثنا محمد بن عبيد ثنا شرحبيل بن مدرك عن عبد الله بن نجي عن أبيه انه سار مع علي رضي الله عنه وكان
صاحب مطهرته فلما حاذى نينوى وهو منطلق الى صفين فنادى علي رضي الله عنه اصبر أبا عبد الله
اصبر أبا عبد الله بشط الفرات قلت وماذا قال دخلت على النبي صلى الله عليه وسلم ذات يوم وعيناه
تفيضان قلت يا نبي الله أغضبك أحد ما شأن عينيك تفيضان قال بل قام من عندي جبريل قبل فحدثني ان
الحسين يقتل بشط الفرات قال فقال هل لك الى ان أشمك من تربته قال قلت نعم فمد يده فقبض قبضة من تراب
فأعطانيها فلم أملك عيني أن فاضتا

(عکس روایت مسند احمد بن حنبل ص۸۵ جلد۱)

ترجمہ:-

"........عبداللہ بن نجی اپنے باپ نجی سے روایت کرتے ہیں کہ وہ علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جا رہے تھے(اور نجی،علی رضی اللہ عنہ کے وضو،غسل اور صفائی وغیرہ کے ذمہ دارتھے) جب وہ نینویٰ کے محاذات میں پہنچےاس وقت جبکہ وہ صفّین کی طرف جا رہے تھے تو علی رضی اللہ عنہ نے ان کو آواز دی کہ اے عبداللہ ٹھر جاؤ ٹھرجاؤ دریائے فرات کے کنارے،نجی کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ کیا بات ہوئی-علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں ایک دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں آنکھوں سے آنسو بہے رہے تھے میں عرض کیا کہ اے اللہ کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیا کسی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو غصہ دلایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں کون آنسو بہا رہی ہیں- کہا یہ نہیں بلکہ جبرئیل ابھی ابھی میرے پاس کھڑے ہوے اور خبر دی کہ حسین دریا ئےفرات کے کنارے اقتل کیے جائیں گے-اور پھر انہوں نے مجھ سے کہا کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاہیں تو ان کے قتل گاہ کی مٹی کی بو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنگھا دوں – نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ میں نے کہا ہاں – جبرئیل نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور مٹھی مٹی لے کر مجھے دے دی اور اس وقت میں اپنی دونوں آنکھوں کو آنسو بہانے سے نہ روک سکا-[28]

---

[28] میں عمارة بن زاذان عن ثابت کا تفرد ہے – امام احمد کہتے ہیں ثابت سے منکر احادیث بیان کرتا ہے-

(ترجمہ روایت مسند احمد بن حنبل ص٨٥ جِلد١)

حدثنا عبد الله حدثني أبي ثنا عبد الرحمن ثنا حماد بن
سلمة عن عمار بن أبي عمار عن ابن عباس قال رأيت النبي صلى الله عليه وسلم في المنام بنصف النهار أشعث
أغبر معه قارورة فيها دم يلتقطه أو يتتبع فيها شيئا قال قلت يا رسول الله ما هذا قال دم الحسين وأصحابه
لم أزل أتتبعه منذ اليوم قال عمار فحفظنا ذلك اليوم فوجدناه قتل ذلك اليوم (عکس روایت مسند احمد بن حنبل ص٢٤٢ جلد١)

ترجمہ:-"........عمار بن ابی عمار ،عبدللہ بن عبّاس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عبّاس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے دوپہر کو خواب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گرد آلود اور بال پریشان دیکھا- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ایک بوتل تھی جس میں خون بھرا ہوا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کس کو اٹھائے ہوئے تھے عبداللہ بن عبّاس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کیا ہے فرمایا یہ حسین اور ان کے ساتھیوں کا خون ہے آج پورا دن میں اس کو اٹھائے رہا ہوں-عمار بن ابی عمار رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے یہ دن یاد رکھا اور بعد کو معلوم ہوا کہ یہ وہی دن تھا جس روز حسین رضی اللہ عنہ قتل کیے گئے-[29]

(ترجمہ روایت مسند احمد بن حنبل ص٢٤٢ جِلد١)

آخر میں جرمن مستشرق پروفیسر جوزف ہوروفتس [30]کی اس حیرت انگیز بات کا ذکر بھی نا مناسب نہ ہوگا کہ "واقدی کذّاب" جس کو مسند احمد کے مولف نے خود کذاب کہا ہے اور جس کے متعلق الفہرست کے مولف ابن الندیم کا کہنا ہے کہ

شعيب الأرنؤوط کہتے ہیں اس کی اسناد ضعیف ہیں – سند میں عبد الله بن نُجيّ بن سلمة الحضرمي الكوفي ہے جو مجهول الحال ہے – بخاری اس کو فيه نظر کہتے ہیں – نسائی ثقه کہتے ہیں – (موسوعة المعلمي اليماني وأثره في علم الحديث المسماة) - احمد شاکر کہتے ہیں إسناده صحيح اس کی اسناد صحیح ہیں
29

شعيب الأرنؤوط کہتے ہیں إسناده قوي على شرط مسلم. اس کی اسناد مسلم کی شرط پر قوی ہیں – احمد شاکر کہتے ہیں إسناده صحيح اس کی اسناد صحیح ہیں - وقال عبد الله: سألته (يعني أباه) عن عمار بن أبي عمار، فقال: ثقة، ثقة. «العلل» (1502) امام احمد سند میں متكلم فيه راوی عمار بن أبي عما کو کہتے ہیں ثقه ثقه

30 Joseph Horovitz

"کان یلزم التقیة"(یہ تقیہ کیے رہتے تھے)کی "کتاب المغازی "اور امام احمد بن حنبل کی مسند بنیادی طور پر ایک ہی مواد رکھتی ہیں-ہمیں واقدی کے ہاں مشکل سے کوئی ایسی حدیث ملے گی ، جو مسند احمد بن حنبل میں درج نہ ہوئی ہو(ص ۱۰ سیرت نبوی کی ابتدائی کتابیں اور ان کے مولفین از پروفیسر جوزف هوروفتس ترجمہ نثار احمد فاروقی اداره ادبیات دلی)

مباحث از ابو شہریار

اہل سنت میں رافضیت کے بیج

مستشرقین واقدی اور مسند احمد

امام احمد اور عمار (رضی) کا قتل

امام احمد اور حدیث کساء

ضمیمہ ١ : اہل سنت میں رافضیت کے بیج

آج کل بہت سے اہل سنت کے علماء خاص کر غیر مقلدین صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر سب و شتم کرنے میں اپنا ثانی نہیں رکھتے - ان کے پس پردہ شیعہ حضرات نہیں بلکہ یہ ایک قدرتی ارتقائی عمل ہے جو چلا آ رہا ہے اور اب گل و گلزار پر اتر آیا ہے – اس سلسلے میں دو ائمہ خاص ہیں ایک امام احمد دوسرے امام حاکم النیشاپوری

امام حاکم : معاویہ رضی اللہ عنہ نے حجر بن عدی کا قتل کروایا؟

مستدرک حاکم کی روایت ہے مُصْعَبُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الزُّبَيْرِيُّ کہتے ہیں معاویہ نے حجر کا قتل کروایا

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ بَالَوَيْهِ، ثنا إِبْرَاهِيمُ الْحَرْبِيُّ، ثنا مُصْعَبُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الزُّبَيْرِيُّ، قَالَ: " حُجْرُ بْنُ عَدِيٍّ الْكِنْدِيُّ يُكَنَّى أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ، كَانَ قَدْ وَفَدَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَشَهِدَ الْقَادِسِيَّةَ، وَشَهِدَ الْجَمَلَ، وَصِفِّينَ مَعَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَتَلَهُ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ بِمَرْجِ عَذْرَاءَ، وَكَانَ لَهُ ابْنَانِ: عَبْدُ اللَّهِ، وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ قَتَلَهُمَا مُصْعَبُ بْنُ الزُّبَيْرِ صَبْرًا، وَقُتِلَ حُجْرٌ سَنَةَ ثَلَاثٍ وَخَمْسِينَ "

[التعليق – من تلخيص الذهبي]

سكت عنه الذهبي في التلخيص – 5974

اس کی سند میں مصعب بن عبد اللہ ہیں انہوں نے هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ اور عبد اللہ بن معاویة وغیرہ سے سنا ہے جو ظاہر ہے بہت بعد کے ہیں لیکن معاویہ رضی اللہ عنہ کی تنقیص کرنے کے لئے امام حاکم اس روایت کے اس عیب کو نہیں دیکھتے اور بیان کر دیتے ہیں ایسا کیوں؟ یہ صحیحین پر کیسا استدراک ہے ؟

صحابی رسول حجر بن عدی کا قتل معاویہ رضی اللہ عنہ نے کروایا کیا اہل سنت اس کو تسلیم کرتے ہیں؟

امام حاکم : علی تمام صحابہ سے افضل ہیں؟

امام حاکم کو اوہام نہیں تغیر ہوا اس کی کیا نوعیت تھی یہ بھی دیکھیں

امام حاکم مستدرک میں حدیث لکھتے ہیں
حَدَّثَنِي أَبُو عَلِيٍّ الْحَافِظُ، أَنْبَأَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ أَيُّوبَ الصَّفَّارُ وَحُمَيْدُ بْنُ يُونُسَ بْنِ يَعْقُوبَ الزَّيَّاتُ قَالَا: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عِيَاضِ بْنِ أَبِي طَيْبَةَ، ثنا أَبِي، ثنا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ أَخْدُمُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُدِّمَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرْخٌ مَشْوِيٌّ، فَقَالَ: «اللَّهُمَّ ائْتِنِي بِأَحَبِّ خَلْقِكَ إِلَيْكَ يَأْكُلُ مَعِي مِنْ هَذَا الطَّيْرِ» قَالَ: فَقُلْتُ: اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ فَجَاءَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَقُلْتُ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى حَاجَةٍ، ثُمَّ جَاءَ، فَقُلْتُ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى حَاجَةٍ ثُمَّ جَاءَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «افْتَحْ» فَدَخَلَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَا حَبَسَكَ عَلَيَّ» فَقَالَ: إِنَّ هَذِهِ آخِرَ ثَلَاثِ كَرَّاتٍ يَرُدُّنِي أَنَسٌ يَزْعُمُ إِنَّكَ عَلَى حَاجَةٍ، فَقَالَ: «مَا حَمَلَكَ عَلَى مَا صَنَعْتَ؟» فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، سَمِعْتُ دُعَاءَكَ، فَأَحْبَبْتُ أَنْ يَكُونَ رَجُلًا مِنْ قَوْمِي، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ: «إِنَّ الرَّجُلَ قَدْ يُحِبُّ قَوْمَهُ»
انس کہتے ہیں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرتا تھا پس ان کے پاس ایک بھنا ہوا پرندہ لایا گیا آپ نے دعا کی کہ اے اللہ اپنی خلقت میں سے سب سے محبوب بندے کو یہاں بھیج جو اس کو میرے ساتھ کھائے .... پس علی آ گئے
یہاں تک کہ الذہبی کو تذکرہ الحفاظ میں کہنا پڑا

قال الحسن بن أحمد السمرقندي الحافظ, سمعت أبا عبد الرحمن الشاذياخي الحاكم يقول: كنا في مجلس السيد أبي الحسن, فسئل أبو عبد الله الحاكم عن حديث الطير فقال: لا يصح، ولو صح لما كان أحد أفضل من علي -رضي الله عنه- بعد النبي, صلى الله عليه وآله وسلم.
قلت: ثم تغير رأي الحاكم وأخرج حديث الطير في مستدركه؛ ولا ريب أن في

المستدرك أحاديث كثيرة ليست على شرط الصحة, بل فيه أحاديث موضوعة شان المستدرك بإخراجها فيه. وأما حديث الطير فله طرق كثيرة جدًّا قد أفردتها بمصنف ومجموعها هو يوجب أن يكون الحديث له أصل. وأما حديث: "من كنت مولاه ... " فله طرق جيدة وقد أفردت ذلك أيضًا.

الشاذياخي کہتے ہیں ہم سید ابی الحسن کی مجلس میں تھے پس امام حاکم سے حدیث طیر کے سسلے میں سوال کیا انہوں نے کہا صحیح نہیں ہے اور اگر صحیح ہو تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد علی سے بڑھ کر کوئی افضل نہ ہو گا
الذھبی کہتے ہیں میں کہتا ہوں اس کے بعد امام حاکم کی رائے میں تغیر آیا اور انہوں نے مستدرک میں حدیث طیر کو لکھا اور اس میں شک نہیں کہ مستدرک میں کتنی ہی حدیثیں ہیں جو صحت کی شرط پر نہیں بلکہ اس میں موضوع ہیں جن سے مستدرک کی شان کم ہوئی اور جہاں تک حدیث طیر کا تعلق ہے تو اس کے طرق بہت ہیں ...... اور اس روایت کی کوئی اصل ہے

امام حاکم نے حدیث طیر کو مستدرک میں لکھا اس کی تصحیح کی اور اس طرح علی کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے افضل قرار دیا - اسی قسم کی ان کی تصحیح پر ان کے قریب کے دور کے لوگوں نے ان کو رافضی کہا- یہ تغیر امام حاکم میں ایک ذہنی تبدیلی لایا ان کا موقف اہل سنت سے ہٹ کر رافضیوں والا ہوا –صاف لکھا ہوا ہے لیکن افسوس حقیقت چھپانے سے نہیں چھپ سکتی - ایک اہل حدیث عالم کہتے ہیں کہ امام حاکم نے سند دے دی ہے لہذا ان پر جرح نہیں کی جا سکتی- کیاضعیف اور موضوع روایت کو امام حاکم نے صحیح نہیں کہا ؟ انہوں نے نہ صرف سند دی بلکہ کہا شیخین کی شرط پر صحیح بھی قرار دیا ہے- امام حاکم پر جرح نہ صرف سند کی وجہ سے ہے ان ضعیف و موضوع روایات کو صحیح قرار دینے پر بھی ہے -

امام الذھبی بھی حاکم کو بچانے کے لئے لکھتے ہیں کہ حدیث طیر کا اصل ہے خوب ہے- اگر اصل ہے تو یہ کہ علی سب سے افضل تھے تو ہم اہل سنت اس کو ببانگ دھل مان کیوں نہیں لیتے؟ کیا انداز ہے امام حاکم بھی منہج

میں درست ، روایت کا اصل بھی ہے لیکن یہ مان کر نہیں دیں گے کہ علی رضی الله عنہ سب سے افضل تھے

امام احمد : معاویہ کے فضائل میں کچھ ثابت نہیں

سلفی حضرات کتاب الطیوریات کے حوالے بڑی رغبت سے دیتے ہیں اس میں دیکھیں کیا لکھا ہے

وقال السيوطي أيضا: وأخرج السلفي في "الطيوريات" عبد الله بن أحمد ابن حنبل، قال: «سألت أبي عن عليٍّ ومعاوية، فقال: اعلم أن عليا كان كثير الأعداء، ففتش له أعداؤه عيباً فلم يجدول، فجاؤوا إلى رجل قد حاربه وقاتلهن فأطروه كيادا منهم له

اور السیوطی نے یہ بھی کہا اور السلفی نے الطیوریات میں عبد الله بن احمد بن حنبل سے روایت کیا کہا میں نے اپنے باپ سے علی اور معاویہ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا جان لو کہ علی کے بہت دشمن تھے پس انہوں نے ان میں عیب تلاش کیے لیکن نہ ملے پس وہ اس شخص کے پاس گئے جو ان سے لڑتا تھا سو اپنی چال اس سے پوری کی

یعنی معاویہ کی تعریف میں روایات گھڑیں گئیں-

اس حوالے کو ابن عراق نے کتاب   تنزيه الشريعة المرفوعة عن الأخبار الشنيعة الموضوعة میں لکھا

ابن حجر نے فتح الباری میں لکھا

واخرج بن الْجَوْزِيِّ أَيْضًا مِنْ طَرِيقِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ سَأَلْتُ أَبِي مَا تَقُولُ فِي عَلِيٍّ وَمُعَاوِيَةَ فَأَطْرَقَ ثُمَّ قَالَ اعْلَمْ أَنَّ عَلِيًّا كَانَ كَثِيرَ الْأَعْدَاءِ فَفَتَّشَ أَعْدَاؤُهُ لَهُ عَيْبًا فَلَمْ يَجِدُوا فَعَمَدُوا إِلَى رَجُلٍ قَدْ حَارَبَهُ فَأَطْرَوْهُ كِيَادًا مِنْهُمْ لِعَلِيٍّ

فَأَشَارَ بِهَذَا إِلَى مَا اخْتَلَقُوهُ لِمُعَاوِيَةَ مِنَ الْفَضَائِلِ مِمَّا لَا أَصْلَ لَهُ وَقَدْ وَرَدَ فِي فَضَائِلِ مُعَاوِيَةَ أَحَادِيثُ كَثِيرَةٌ لَكِنْ لَيْسَ فِيهَا مَا يَصِحُّ مِنْ طَرِيقِ الْإِسْنَادِ

مبارک پوری نے تحفة الأحوذي بشرح جامع الترمذي میں لکھا

اس حوالہ کو ابن حجر الهيتمي نے کتاب الصواعق المحرقة على أهل الرفض والضلال والزندقة میں نقل کیا

اس حوالہ کو السفاريني نے کتاب لوامع الأنوار البهية میں نقل کیا

ابن الجوزی کتاب المنتظم في تاريخ الأمم والملوك میں اس کی سند دیتے ہیں

أَخْبَرَنَا أبو القاسم الحريري، قَالَ: أَخْبَرَنَا أبو طالب العشاري، قال: حدّثنا أبو الحسن الدارقطني، قَالَ: حَدَّثَنَا أبو الحسين إبراهيم بن بيان الرزاد، قَالَ: حَدَّثَنَا أبو سعيد الخرقي، قالَ: حَدَّثَنِي عَبْد اللَّهِ بْنُ أَحْمَد بْنِ حَنْبَلٍ، [قَالَ: سألت أبي] قلت: ما تقول فِي علي ومعاوية؟ فأطرق ثم قَالَ: يا بني، إيش أقول فيهما، أعلم أن عليا كان كثير الأعداء ففتش له أعداؤه عيبا فلم يجدوا، فجاءوا إلى رجل قد حاربه وقاتله فوضعوا له فضائل كيدا منهم له.

اس کے جواب میں کہا جاتا ہے کہ ابو بکر الخلال نے خود امام احمد سے معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں رائے نقل کی ہے کہ وہ رسول اللہ کے رشتہ دار تھے

أخبرنا أبو بكر المروزي قال: قيل لأبي عبد الله ونحن بالعسكر وقد جاء بعض رسل الخليفة وهو يعقوب، فقال: «يا أبا عبد الله، ما تقول فيما كان من علي ومعاوية رحمهما الله؟».فقال أبو عبد الله: «ما أقول فيها إلا الحسنى رحمهم الله أجمعين

ابو بکر الخلال نے کہا – کہا جاتا ہے کہ امام احمد سے پوچھا گیا .... کہ اپ علی اور معاویہ رحمھما اللہ کے بارے میں کیا کہتے ہیں ؟ امام احمد نے کہا – میں ان کے بارے میں سوائے بھلائی کے کچھ نہیں کہتا اللہ ان سب پر رحم کرے

یہ قول صغیہ تمریض سے ہے جو ابو بکر الخلال نے بیان کیا ہے اس میں جزم نہیں ہے –

امام احمد : معاویہ اس امت کے پہلے بادشاہ ہیں؟

اہل سنت کے ایک امام، امام احمد – یہ بھی معاویہ رضی اللہ عنہ کے مخالف رہے- ان کے بقول خلافت تیس سال رہے گی لہذا اس امت میں بادشاہت کا آغاز معاویہ رضی اللہ عنہ سے ہوا

مسائل الإمام أحمد بن حنبل رواية ابن أبي الفضل صالح المتوفى ٢٦٦ ھ میں ہے کہ امام احمد کے بیٹے پوچھتے ہیں

قلت وَتذهب إِلَى حَدِيث سفينة قَالَ نعم نستعمل الْخَبَرَيْنِ جَمِيعًا حَدِيث سفينة الْخلَافَة ثَلَاثُونَ سنة فَملك أَبُو بكر سنتَيْن وشيئا وَعمر عشرا وَعُثْمَان اثْنَتَيْ عشر وَعلي سِتا رضوَان الله عَلَيْهِم

میں کہتا ہوں اور (کیا) آپ حدیث سفینہ پر مذھب لیتے ہیں امام احمد نے کہا ہاں

خلافت معاویہ رضی اللہ عنہ سے پہلے ہی ختم ہوئی یہ امام احمد کا قول ہے – بہت خوب یہ تعریف ہے؟

ایک صحابی رسول کو کس طرح خلفاء کی لسٹ سے نکال دیا گیا- غیر مقلدین امیر المومنین معاویہ نہیں لکھ سکتے ان کو ملک معاویہ لکھنا چاہیے – لیکن دوغلی پالیسی پر عمل کرتے رہیں معاویہ اس امت کے بادشاہ تھے جو امیر المومنین تھے خلیفہ تھے اس حدیث کا ضعیف ہونا ظاہر ہے لیکن اس پر مذھب ہونے کے باوجود معاویہ رضی اللہ عنہ کو بادشاہ نہیں کہتے کیوں؟

اس افراط سے بچنے کا ایک ہی ذریعہ تھا کہ صحابہ کی عدالت کو تسلیم کیا جائے لیکن اہل سنت افراط کا شکار ہوئے اور اب روافض اور بعض غیر مقلدین میں کوئی فرق نہیں

انا للہ و انا الیہ راجعون

محدثین کی اس گمراہی سے ہم برات کا اظہار کرتے ہیں ان کے تغیرات و اوہام یا غفلة یا کسی اور مذھب پر ہم اپنا عدل صحابہ کا نظریہ نہیں بدل سکتے

امام احمد : یزید بن معاویہ کی روایت رد کرو

یزید بن معاویہ کے لئے ابن حجر کتاب لسان المیزان میں لکھتے ہیں

“یزید” بن معاوية بن أبي سفيان الأموي روى عن أبيه وعنه ابنه خالد وعبد الملك بن مروان مقدوح في عدالته وليس بأهل ان يروي عنه وقال أحمد بن حنبل لا ينبغي أن يروي عنه انتهى وقد وجدت له رواية في مراسيل أبي داود ونبهت عليها في النكت على الأطراف وأخباره

یزید بن معاویہ بن ابی سفیان اموی اپنے باپ سے روایت کرتا ہے اور اس سے اس کا بیٹا خالد اور عبد الملک بن مروان – عدالت میں مقدوح ہے اور اس قابل نہیں کہ اس سے روایت کیا جائے اور احمد بن حنبل کہتے ہیں اس سے روایت نہیں لینی چاہیے انتھی اور میں نے مراسیل ابو داود میں اس کی روایت پائی اور اس پر النکت علی میں خبردار کیا ہے

خبردار کر رہے ہیں کہ غلطی ہو چکی ہے کسی احمق نے مراسیل میں یزید بن معاویہ سے روایت لے لی ہے بہت خوب جس کی صحابہ نے بیعت کی
محدثین نے امیر المومنین لکھا امام احمد کے نزدیک مقدوح عدالت ہوا

كتاب موسوعة أقوال الإمام أحمد بن حنبل في رجال الحديث وعلله
از السيد أبو المعاطي النوري – أحمد عبد الرزاق عيد – محمود محمد خليل کے مطابق

وقال مهنى بن يحيى: سألت أحمد عن يزيد بن معاوية؟ قال: هو هو الذي فعل بالمدينة ما فعل، قلت: وما فعل؟ قال: نهبها. قلت: فيذكر عنه الحديث؟ قال: لا يذكر عنه الحديث، ولا ينبغي لأحد أن يكتب عنه حديثًا. قلت: ومن كان معه حين فعل ما فعل؟ قال: أهل الشام، قلت: وأهل مصر؟ قال: لا، إنما كان أهل مصر في أمر عثمان رضي الله عنه. «بحر الدم» (1180).

مهنى بن يحيى: کہتے ہیں میں نے امام احمد سے یزید بن معاویہ کے بارے میں پوچھا کہا یہ وہی ہے جس نے مدینہ میں جو چاہا کیا میں نے کہا اس نے ایسا کیا کیا ؟ بولے اس کو پامال کیا میں نے کہا کیا اس سے حدیث ذکر کی جائے؟ بولے نہیں اس کی حدیث ذکر نہیں کی جائے گی میں نے کہا اور وہ جو اس کے ساتھ اس افعال میں تھے کہا اہل شام میں نے پوچھا اور اہل مصر ؟ بولے نہیں مصر والے تو عثمان کے امر میں تھے

اسی کتاب میں امام احمد کا قول ہے

قال عبد الله بن أحمد: حدثني أبي. قال: حدثنا أبو بكر. قال: لم يبايع ابن

الزبير، ولا حسين، ولا ابن عمر، يزيد بن معاوية في حياة معاوية. قال: فتركهم معاوية. «العلل» (4748

عبد الله کہتے ہیں میرے باپ امام احمد نے کہا کہ ابو بکر نے کہا کہ نہ ابن زبیر اور نہ حسین اور نہ ابن عمر نے یزید بن معاویہ کی معاویہ کی زندگی میں بیت کی بولے پس معاویہ نے ان کو ترک کر دیا

بخاری اس کے برعکس بیان کرتے ہیں کہ ابن عمر نے اللہ کے لئے یزید بن معاویہ کی بیعت کی اور کہا میں کوئی عذر نہیں جانتا جس پر اس شخص کی بیعت توڑ دوں- دوسری طرف امام احمد کا یہ قول کہ سب معاویہ سے دور رہے بھی صحیحین کی روایت کو مسخ کر رہا ہے

یزید بن معاویہ کے بارے میں امام احمد کا یہ قول طبقات الحنابلہ میں بھی موجود ہے اور کہا جاتا ہے کہ مھنا بن یحیی نے ٤٣ سال امام احمد کے ساتھ گزارے[31]

امام احمد کے اس قول کی سند طبقات حنابلہ میں ہے

أَخْبَرَنِي بركة الدلال أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيم بْن عبد العزيز حَدَّثَنَا مُحَمَّد بْن عَلِيٍّ حَدَّثَنَا مهنا قَالَ: سألت أَحْمَد عَنْ معاوية بْنِ أبي سفيان فقال: له صحبة فقلت: ومن أين هو قَالَ: مكي قطن الشام. حَدَّثَنَا مهنا قَالَ: سألت أَحْمَد عَنْ يَزِيد بْن معاوية فقال: هو الذي فعل بالمدينة ما فعل قلت: وما فعل قَالَ: نهبها قلت: فيذكر عنه الحديث قَالَ: لا تذكر عنه الحديث ولا ينبغي لأحد أن يكتب عنه حديثا قلت: ومن كان معه بالمدينة حين فعل ما فعل قَالَ: أهل الشام قلت: وأهل مصر قَالَ: لا إنما كان أهل مصر فِي أمر عثمان.

اس حوالے کو جرح و تعدیل کی کتابوں میں لکھا جاتا ہے الذھبی نے لکھا ہے ابن حجر نے لکھا ہے اور حنابلہ تو بڑے شوق سے اس کو بیان کرتے ہیں

السنة از أبو بكر أحمد بن محمد بن هارون بن يزيد الخَلَّال البغدادي الحنبلي (المتوفى: 311هـ) میں ہے

31

أبو عبد الله مهنا بن يحيى الشامي السلمي، من كبار أصحاب الإمام أحمد، لزمه 43 سنة، وكان الإمام أحمد يكرمه، ويعرف له حق الصحبة، ورحل معه إلى عبد الرزاق، وصحبه إلى أن مات، ومسائله أكثر من أن تحد من كثرتها، وكتب عنه عبد الله بن أحمد مسائل كثيرة عن أبيه لم تكن عند عبد الله أبيه ولا عند غيره

.(43/3) طبقات الحنابلة (345/1)، ميزان الاعتدال (197/4)، المقصد الارشد

أَخْبَرَنِي أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مَطَرٍ، وَزَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى، أَنَّ أَبَا طَالِبٍ حَدَّثَهُمْ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ: مَنْ قَالَ: لَعَنَ اللَّهُ يَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ؟ قَالَ: لَا أَتَكَلَّمُ فِي هَذَا "، قُلْتُ: مَا تَقُولُ؟ فَإِنَّ الَّذِي تَكَلَّمَ بِهِ رَجُلٌ لَا بَأْسَ بِهِ، وَأَنَا صَائِرٌ إِلَى قَوْلِكَ. قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَعْنُ الْمُؤْمِنِ كَقَتْلِهِ» وَقَالَ: «خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ» ، وَقَدْ صَارَ يَزِيدُ فِيهِمْ، وَقَالَ: «مَنْ لَعَنْتَهُ أَوْ سَبَبْتَهُ فَاجْعَلْهَا لَهُ رَحْمَةً» ، فَأَرَى الْإِمْسَاكَ أَحَبُّ لِي

ابو طالب أحمد بن حميد المشكاني (يا **عصمة بن أبي عصمة**) المتوفی ٢٤٤ ھ کہتے ہیں کہ میں نے امام احمد سے پوچھا کہ جو کہے کہ یزید بن معاویہ پر اللہ کی لعنت ہو(اس بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں)؟ امام احمد نے کہا: جو ایسا کہتا ہے اس میں کوئی برائی نہیں ہے لیکن میں تو اس قول پر اٹک گیا ہوں کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ مومن پر لعنت کرنا اسکو قتل کرنے کی طرح ہے۔ نیز آپ نے یہ بھی فرمایا کہ سب سے بہترین زمانہ میرا زمانہ ہے، پھر انکا زمانہ جو اس کے ساتھ ملا ہوا، ہے اور یہ یزید کو اس قرن میں کر رہا ہے اور کہا کہ (حدیث میں) ہے : میں نے جس پر لعنت کی یا برا بھلا کہا تو اے اللہ! اسے اس کے حق میں رحمت بنا دے، پس میں دیکھتا ہوں کہ اس میں رکنا مجھ کو پسند ہے

بعض افسانہ نگاروں نے دعوی کیا ہے کہ امام احمد کا آخری موقف لعنت یزید میں توقف کا تھا - راقم کہتا ہے یہ ان لوگوں کو کیسے معلوم ہو جاتا ہے یہ آخری موقف ہے اور لعنت کرنے والا شروع کا موقف تھا ؟ اس پر کوئی دلیل نہیں ہے بلکہ لعنت کے موقف کو بھی آخری بیان کیا جا سکتا ہے - متن روایت میں پہلے بعد کا کوئی ذکر ہی نہیں ہے –

طبقات حنابلہ میں ہے کہ عصمة بْن أبي عصمة أَبُو طالب العكبري نے بعض اقوال ہمارے امام احمد سے منسوب کیے ہیں جن میں ہیں کہ

روى عَنْ إمامنا أشياء منها قَالَ: سألت أبا عَبْد اللَّه عمن قَالَ: لعَنِ اللَّه يَزِيد بْن معاوية فقال: لا تتكلم في هذا قَالَ: النَّبِيُّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - لعَنِ المؤمن كقتله وقال خير الناس قرني ثم الذين يلونهم وقد كان يَزِيد فيهم فأرى الإمساك أحب إلي.

ابو طالب کے حوالے سے بھی اختلاف ہے کہ یہ اصل میں کون ہے قاضی ابو یعلی نے نام **عصمة بن أبي عصمة** ذکر کیا ہے اور دیگر نے ابوطالب احمد بن حمید قرار دیا ہے - دونوں میں فرق ہے -

اس طرح ایک موقف المهنى سے آ رہا ہے اور ایک موقف ابو طالب سے آ رہا ہے – دونوں امام احمد کے شاگرد بعد تک رہے ہیں اور دونوں موقف ایک دوسرے کی ضد میں ہیں - یہی وجہ رہی کہ حنابلہ بغداد اپس میں ذم یزید پر الجھ پڑے – ابن جوزی یزید مخالف ہو گئے اور قاضی ابو یعلی اور ابو بکر الخلال یزید پر لعنت نہیں کرتے تھے

امیر یزید کے حوالے سے اہل حدیثوں کا بھی خبث باطن چھلکتا رہتا ہے مثلا

زبیر علی زئی کا کہنا ہے

یزیدکے بارے میں سکوت کرنا چاہیے ،حدیث کی روایت میں وہ مجروح راوی ہے ۔(ماہنامہ الحدیث، شمارہ نمبر 6 ، صفحہ8

ماہنامہ "الحدیث" حضرو | 8 | شمارہ:6

بلکہ ان تمام لشکروں (۶) سے پہلے بھی قسطنطنیہ پر ایک لشکر کے حملے کا ثبوت ملتا ہے جس میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ یہ حملہ ۳۲ھ مطابق ۶۵۳۔۶۵۲ء میں ہوا تھا۔ دیکھئے تاریخ طبری (ج ۴ ص ۳۰۴) العبر للذہبی (ج ۱ ص ۲۴) المنتظم لابن الجوزی (ج ۵ ص ۱۹ ط ۱۹۹۲ء) البدایہ والنہایہ (ج ۷ ص ۱۵۹، ج ۸ ص ۱۲۶) تاریخ الاسلام للذہبی، وغیرہ۔

اس وقت یزید کی عمر تقریباً چھ سال تھی۔ دیکھئے تقریب التہذیب وغیرہ۔

صرف اس ایک دلیل سے ہی روز روشن کی طرح یہ ثابت ہوتا ہے کہ "اول جیش" والی روایت یزید پر فٹ کرنا صحیح نہیں ہے۔

خلاصة التحقیق: یزید بن معاویہ کے بارے میں دو باتیں انتہائی اہم ہیں۔

۱: قسطنطنیہ پر پہلے حملہ آور لشکر میں اس کا موجود ہونا ثابت نہیں۔

۲: یزید کے بارے میں سکوت کرنا چاہئے، حدیث کی روایت میں وہ مجروح راوی ہے۔

مزید گل فشانی کرتے ہوئے زبیر علی زئی لکھتے ہیں

جب صحابی رضی اللہ عنہ فرما رہے ہیں کہ یزید شرابی ہے اور نمازیں بھی ترک کردیتا ہے تو صحابی کے مقابلے میں تابعی کی بات کون سنتا ہے؟(ماہنامہ اشاعۃ الحدیث، شمارہ نمبر107، صفحہ 15)

نیز بطورِ الزام عرض ہے کہ اگر اس روایت کو صحیح تسلیم کیا جائے تو یزید بن معاویہ کا شرابی اور تارک الصلوٰۃ ہونا ثابت ہو جاتا ہے۔

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ عبداللہ بن مطیع بن الاسود رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے، یعنی وہ رؤیت کے لحاظ سے صحابی ہیں۔

انھیں حافظ ابن حبان، ابن الاثیر، ذہبی اور ابن حجر وغیرہم نے صحابہ میں ذکر کیا۔ (دیکھئے کتاب الثقات لابن حبان ۳/۲۱۹، اسد الغابہ ۳/۲۶۳، تجرید اسماء الصحابہ للذہبی ۱/۳۳۵، فتح الباری ۶/۶۱۵ تحت ۳۶۰۲)

حافظ ابن حجر نے تقریب التہذیب میں لکھا ہے: " لــــہ رؤیۃ " یعنی انھیں رؤیت حاصل ہے۔ (۳۶۲۶)

حافظ ابن کثیر نے بھی لکھا ہے:

" ولد في حياة رسول الله صلى الله عليه وسلم و حنكه و دعاله بالبركة"

آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں پیدا ہوئے، آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے انھیں گھٹی دی اور ان کے لئے برکت کی دعا فرمائی۔ (البدایہ والنہایہ ۹/۱۲۶، وفیات ۷۳ھ)

جب صحابی رضی اللہ عنہ فرما رہے ہیں کہ یزید شرابی ہے اور نمازیں بھی ترک کر دیتا ہے تو صحابی کے مقابلے میں تابعی کی بات کون سنتا ہے؟

دوسرے یہ کہ صحابی کی بات میں اثبات ہے اور تابعی کی بات میں نفی ہے اور مشہور اصول ہے کہ نفی پر اثبات مقدم ہوتا ہے۔

ہمارے نزدیک تو یہ روایت ہی ثابت نہیں، لہٰذا یزید بن معاویہ کا شرابی ہونا یا تارک الصلوٰۃ ہونا ثابت ہی نہیں۔ واللہ اعلم

حدیث کی روایت میں امیر یزید کو مجروح کہتے والا پہلے شخص امام احمد ہیں جن کی تقلید میں یہ کہا جا رہا ہے

زبیر علی زئی کا دوغلا پن بھی دیکھیں روایت کو ایسے بیان کیا کہ صحیح ہو سب کہنے کے بعد اس کے رد میں کچھ نہ لکھا اور یہ کہہ کر باب بند کیا کہ روایت ثابت نہیں اگر ثابت نہیں تو اس کا رد کہاں ہے

زبیر زئی لکھتا ہے

کفایت اللہ سنابلی ہندی کے دس (۱۰) جھوٹ

اُصولِ حدیث اور اسماء الرجال کی رُو سے ایک حسن لذاتہ حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری سنت کو سب سے پہلے بنواُمیہ کا ایک آدمی تبدیل کرے گا جسے یزید کہا جائے گا۔ (تاریخ دمشق ۶/۲۴۹۔۲۵۰، اشاعۃ الحدیث: ۱۰۳ص ۱۹)

راقم الحروف نے اس حدیث کے دفاع پر مفصل تحقیقی مضمون لکھا ہے جو مکتبۃ الحدیث کی ویب سائیٹ پر موجود ہے۔

حافظ ابن کثیر یزید بن معاویہ کی بحث میں مذکورہ عبارت سے پہلے یہ حدیث بھی لائے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ساٹھ سال کے بعد ایسے (نا) خلف ہوں گے جو نماز ضائع کر دیں گے اور شہوات کی پیروی کریں گے، یہ عنقریب جہنم میں داخل ہوں گے۔

(بحوالہ مسند احمد ۳/ ۳۸۔۳۹، البدایہ والنہایہ ۸/ ۲۳۵)

اس حدیث کی سند صحیح ہے، اُسے ابن حبان (۷۵۵) حاکم (۲/ ۳۷۴، ۴/ ۵۴۷) اور

ذہبی نے صحیح قرار دیا ہے۔ یہ وہ حدیث ہے جسے ابن عساکر نے یزید بن معاویہ کے ترجمے میں ذکر کیا ہے اور تاریخ دمشق (مطبوع) سے رہ گئی ہے۔

(دیکھئے مختصر تاریخ دمشق لابن منظور ۲۸/ ۲۷)

اس صحیح حدیث کو موضوع اور من گھڑت کہنے والا بہت بڑا کذاب اور ناصبی ہے۔

یعنی یزید کی مخالفت میں ضعیف سے ضعیف روایت بھی حسن و صحیح ہے اور ان کی تضعیف کرنے والا ناصبی ہے- کیا خوب علمی بصیرت پائی ہے- ایک مقام پر زبیر زئی کا کہنا ہے کہ یزید کا تارک صلوه ہونا ثابت نہیں اور دوسرے مقام پر کہنا ہے کہ ایسے لوگ آئیں گے جو نماز ضائع کر دیں گے اور ابن کثیر اس کو یزید کے لئے کہتا ہے- زیادہ ضعیف حدیثیں پڑھنے سے یہی ہوتا ہے کہ انسان کو خود یاد نہیں رہتا کہ کیا ضعیف تھا اور کیا صحیح تھا

ضمیمہ ۲: مستشرقین، واقدی اور مسند احمد

مغرب میں اسلامی تاریخ پر تحقیق اس وقت شروع ہوئی جب مشرق وسطی کے کتب خانوں تک ان کی رسائی ہوئی آج بہت سی کتب پیرس ، لندن اور برلن میں موجود ہیں اور ان کی تفصیل التراث العربی میں دیکھی جا سکتی ہے- انہی مستشرقین میں ایک جوزف ہوروفٹس (۱) ہیں جن کا نام معرب ہو کر جوزف هوروفتس ہو گیا ہے اور مسلم دنیا میں اسی نام سے مشہور ہیں

(۱)JOSEPH HOROVITZ

جوزف هوروفتس نے مغازی پر تحقیق کی اور اس کو مقالہ کی صورت میں شائع کیا جو اسلامک کلچر میں ۱۹۲۵ میں چھپا

The Earliest Biographies of the Prophet and Their Authors", Islamic Culture, vol 1: 1927, vol 2: 1925

دوسری طرف المغازي از محمد بن عمر الواقدي (المتوفى: 207هـ) ۱۹۸۹ میں مارسدن جونس کی تحقیق کے ساتھ دار الأعلمي – بیروت سے شائع ہوئی ہے جو اس کی تیسری طباعت ہے

تاریخ بغداد کے مطابق واقدی نے کافی کتابیں لکھی تھیں

محمد بن أحمد بن يعقوب بن شيبة، قَالَ: سمِعْتُ أبي يَقُولُ: لما انتقل الواقدي من جانب الغربي إلى ههنا يُقَالُ: إنه حَمَلَ كُتُبَهُ على عشرينَ ومائة وِقْر.
احمد بن یعقوب کہتے ہیں جب واقدی بغداد کے غربی جانب منتقل ہوا تو کہا جاتا ہے اس کی کتابیں ایک سو بیس سواریوں پر تھیں

هوروفتس نے یہ دعوی کیا کہ مسند امام احمد اور واقدی کی مغازی ایک مواد رکھتی ہے اس کا رد ابھی تک کسی مسلمان نے نہیں کیا. اس کی وجہ الذھبی بتاتے ہیں

الذھبی سیر الاعلام النبلاء میں لکھتے ہیں

الحَرْبِيُّ: سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ يَقُوْلُ: الوَاقِدِيُّ ثِقَةٌ
إبراهيم بن إسحاق بن إبراهيم بن بشير البغدادي ، الحربي المتوفی ٢٨٥
کہتے ہیں میں نے ابو عبد الله امام احمد سے سنا کہا واقدی ثقه ہے
جرح و تعدیل کی کتب میں احمد کا واقدی کے لئے یہ قول بھی ملتا ہے جس کو الذھبی سیر الاعلام میں لکھتے ہیں

الدُّوْلاَبِيُّ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بنُ صَالِحٍ، قَالَ لِي أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: الوَاقِدِيُّ كَذَّابٌ.
امام دولابی (المتوفی ٣٢٠ ھ) کہتے ہیں کہ معاویہ بن صالح (بن أبي عبيد الله المتوفی ٢٦٣ ھ) کہتے ہیں مجھ سے امام احمد نے کہا واقدی کذاب ہے
لیکن ابو بشر الدُّوْلاَبِيُّ اہل رائے میں سے تھے جن سے امام احمد کو چڑ تھی. کیا ان کی بات، امام احمد کے حوالے سے دلیل بن سکتی ہے ؟ اسی حوالے کو بعد میں لوگوں نے جرح و تعدیل کی کتابوں میں لکھا ہے.

کتاب الكنى و الاسماء از الدولابی میں خود واقدی کے اقوال نقل ہوئے ہیں جس سے لگتا ہے کہ امام الدُّوْلاَبِيُّ بھی خود واقدی کو مطلقا کذاب نہیں سمجھتے تھے اور احمد کے اس قول کو ثابت نہیں مانتے تھے

ابو داود المتوفی ٢٧٥ ھ کہتے ہیں

وكان أحمد لا يذكر عنه كلمة
احمد، واقدی کی کسی بات کا ذکر نہ کرتے

کسی متنازع شخصیت کا ذکر نہ کرنے سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ خود بھی ان کے نزدیک ثقه نہیں. سوال ہے کہ کیا إبراهيم بن إسحاق بن إبراهيم بن

بشير البغدادي ، الحربي المتوفی ۲۸۵ جھوٹ بولتے تھے کیونکہ وہ مسلسل واقدی کے بارے میں امام احمد کے حسن خیال والے حوالے دیتے تھے حتی کہ ان کے مطابق امام احمد، واقدی کو ثقہ جانتے تھے

تاریخ بغداد ج ٤ ص ٢٠ میں ہے

أَخْبَرَنِي إبراهيم بن عمر البرمكي، قَالَ: حَدَّثَنَا عبيد الله بن محمد بن حمدان العكبري، قَالَ: حَدَّثَنَا محمد بن أيوب بن المعافى، قَالَ: قَالَ إبراهيم الحربي: سمعت أحمد، وذكر الواقدي، فقال ليس أنكر عليه شيئا، إلا جمعه الأسانيد، ومجيئة بمتن واحد على سياقة واحدة عن جماعة ربما اختلفوا، قَالَ إبراهيم: ولم؟ وقد فعل هذا ابن إسحاق، كان يقول: [ص:25] حَدَّثَنَا عاصم بن عمر وعبد الله بن أبي بكر وفلان وفلان، والزهري أيضا قد فعل هذا قَالَ وسمعت إبراهيم، يقول: قَالَ لي فوران: رآني الواقدي أمشي مع أحمد بن حنبل، قَالَ: ثم لقيني بعد، فقال لي: رأيتك تمشي مع إنسان ربما تكلم في الناس، قيل لإبراهيم: لعله بلغه عنه شيء قَالَ: نعم، بلغني أن أحمد أنكر عليه جمعه الرجال والأسانيد في متن واحد.
قَالَ إبراهيم: وهذا قد كان يفعله حماد بن سلمة، وابن إسحاق، ومحمد بن شهاب الزهري.

ابراہیم الحربی کہتے ہیں میں نے امام احمد کو سنا انہوں نے واقدی کا ذکر کیا پس کہا میں اس کی کسی چیز کا انکار نہیں کرتا سوائے اس کے کہ یہ اسناد کو جمع کر دیتا ہے اور پھر ایک ہی متن بیان کر دیتا ہے ایک جماعت سے جو کبھی کبھی اختلاف کرتی ہیں. ابراہیم نے کہا اور ایسا کیوں جبکہ ایسا محمد بن اسحاق بھی کرتا ہے؟ ابراہیم نے کہا کہ ہم سے عاصم بن عمر اور عبد الله بن ابی بکر اور فلاں فلاں نے روایت کیا کہ امام زہری بھی ایسا ہی کرتے تھے. محمّد بن ایوب کہتے ہیں ابراہیم الحربی کو سنا کہا مجھ سے فوران (عَبْد اللَّه بْن محمد بْن المهاجر، أَبُو محمد البَغْدادِيُّ المتوفی ٢٦٠ ھ) نے کہا کہ میں نے واقدی کو دیکھا امام احمد بن حنبل کے ساتھ چلتے ہوئے اس کے بعد احمد سے ملا تو کہا میں نے اپ کو ایک ایسے انسان کے ساتھ چلتے دیکھا جس پر کبھی کبھی لوگ کلام کرتے ہیں؟ ابراہیم سے کہا ہو سکتا ہے اس (واقدی) سے کوئی چیز پھنچے! کہا ہاں! مجھ تک پہنچا کہ

احمد اس کا انکار رجال اور اسناد ایک متن کے ساتھ بیان کرنے پر کرتے تھے. ابراہیم کہتے ہیں اور ایسا حماد بن سلمہ اور ابن اسحاق اور امام زہری بھی کرتے تھے

امام احمد کو اسناد ایک جگہ جمع کرنے پر اعتراض تھا. واقدی کی کتب ابن سعد کے ہاں پر جمعہ کو جا کر دیکھتے اس کے ساتھ چل قدمی کرتے لہذا اس صحبت کا اثر ان پر ہوا اور شیعیت کے حق میں انہوں نے مسند میں ایک انبار اکھٹا کیا

سیر الاعلام النبلاء ج ١٠ ص ٦٦٥ میں الذھبی لکھتے ہیں

سُلَيْمَانُ بنُ إِسْحَاقَ بنِ الخَلِيْلِ: سَمِعْتُ إِبْرَاهِيْمَ الحَرْبِيَّ يَقُوْلُ: كَانَ أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ يُوَجِّهُ فِي كُلِّ جُمُعَةٍ بِحَنْبَلٍ إِلَى ابْنِ سَعْدٍ يَأْخُذُ مِنْهُ جُزْأَيْنِ مِنْ حَدِيْثِ الوَاقِدِيِّ يَنْظُرُ فِيْهِمَا.
ابراہیم الحربی کہتے ہیں امام احمد بن حنبل ، حنبل بن اسحاق کے ساتھ ہر جمعہ، ابن سعد کی طرف رخ کرتے اور ان سے واقدی کی حدیثوں کی دو جلدیں لے کر دیکھتے

واقدی ٢٠٧ ہجری میں فوت ہوئے اور امام احمد ٢٤١ ہجری میں فوت ہوئے- امام احمد واقدی کی وفات کے بعد ہی ابن سعد کے ہاں جاتے ہوں گے کیونکہ واقدی اور امام احمد دونوں بغداد کے رہائشی تھے- جب تک زندہ رہے واقدی کے ساتھ چل قدمی کرتے- وفات کے بعد اس گم گشتہ صحبت کی یاد تازہ کرنے ہر جمعہ کو جاتے- اس سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ ڈھلتی عمر کے ساتھ امام احمد کی واقدی کے بارے میں دلچسپی بڑھ رہی تھی

ابراہیم الحربی سن ١٩٨ ہجری میں پیدا ہوئے لہذا واقدی کے حوالے سے امام احمد کے اقوال، امام احمد سے آخری عمر میں سنے ہوں گے کیونکہ واقدی کی وفات کے وقت ابراہیم الحربی ١١ سال کے تھے

الذھبی سیر الاعلام النبلاء ج ٩ ص ٤٥٥ میں لکھتے ہیں

الأَثْرَمُ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ بنَ حَنْبَلٍ يَقُوْلُ:
لَمْ نزَلْ نُدَافِعُ أَمرَ الوَاقِدِيِّ حَتَّى رَوَى عَنْ: مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ نَبْهَانَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ:
عَنِ النَّبِيِّ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- قَالَ: أَفَعَمْيَاوَانِ أَنْتُمَا؟
أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بنُ مُحَمَّدِ بنِ هَانِئٍ الإِسْكَافِيُّ الأَثْرَم المتوفى ٢٦١ ھ کہتے ہیں میں نے امام احمد کو سنا کہتے تھے ہم نے واقدی کے کام کا دفاع کرنا نہیں چھوڑا حتی کہ اس نے مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ نَبْهَانَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ: عَنِ النَّبِيِّ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے روایت کی کہ کیا تم دونوں اندھیاں ہو
امام احمد کو اعتراض کسی مغازی والی روایت پر نہیں بلکہ ایک حدیث پر تھا

تاریخ بغداد ج ٤ ص ٢٠ میں ہے

إبراهيم بن جابر، قَالَ: حَدَّثَنِي عبد الله بن أحمد بن حنبل، قَالَ: كتب أبي عن أبي يوسف، ومحمد، ثلاثة قماطر، فقلت له: كان ينظر فيها؟ قَالَ: كان ربما نظر فيها، وكان أكثر نظره في كتب الواقدي
ابراہیم بن جابر کہتے ہیں مجھ سے عبد اللہ بن احمد بن حنبل نے کہا کہ میرے باپ.... اکثر واقدی کی کتب دیکھتے
معلوم ہوتا ہے واقدی امام احمد کی نگاہ میں باوجود متروک ہونے کے پسندیدہ رہے ہیں
سوال ہے کہ ایک مورخ کی کتب جس کی عدالت پر باقی سب جرح کرتے ہوں امام احمد کو کیا استفادہ دے سکتیں تھیں؟ کسی کذاب کی کتاب میں ایسی کیا چیز تھی جس کی وجہ سے وہ اکثر کتاب دیکھتے اور باقاعدہ ہر جمعہ کو جاتے- واقدی کے کام میں امام احمد کی دلچسپی کی نوعیت یہ سمجھ میں آتی ہے کہ انہوں نے وہ واقعات جو واقدی نقل کرتا ہے ان کو اپنی سند سے مسند میں بیان کیا کیونکہ مسند میں انہوں نے واقدی سے کچھ روایت نہیں کیا ہے

واضح رہے کہ ھوروفتس نے یہ دعوی نہیں کیا کہ امام احمد نے باوجود واقدی کو کذاب کہنے کے مسند میں اس سے روایت کیا ہے بلکہ یہ کہا ہے واقدی کی بیان کردہ روایات اور مسند احمد میں مماثلت ہے جو غلط بھی نہیں

کیونکہ واقدی پر شیعیت کا الزام ہے اور امام احمد نے شیعیت کے حق میں کافی روایات مسند میں جمع کی ہیں - هوروفتس تو چلیں ٹھرا مشتشرق اس کی تحقیق تعصب پر منبی ہو سکتی ہے لیکن ابراہیم الحربی کا کیا کیا جائے جو یہ ماننے کے لئے تیار ہی نہیں کہ امام احمد کو واقدی سے شغف نہ تھا بلکہ ان کے نزدیک ثقہ تھا ابراہیم الحربی کے اقوال هوروفتس کی بات کی تائید کرتے ہیں

سن ٢٠٠٤میں دکتور عبد العزيز بن سليمان بن ناصر السلومی کی تحقیق بنام الواقدي و كتابه المغازي منهجه و مصادره شایع ہوئی. جو ان کا ڈاکٹریٹ کا مقالہ تھا اور سعودی عرب کی جامعہ الاسلامیہ با لمدینہ المنورہ میں پیش ہوا. اس میں محقق نے کئی مقامات پر جرمن مشتشرق ھورو فتس کے حوالے اپنی تائید میں دیے ہیں. کیا یہ کام غلط ہے؟ اگر کوئی بات مستشرق کہہ رہا ہے اور وہ صحیح ہے تو اس کو قبول کرنے میں کیا حرج ہے ایک قول ہے

یہ مت دیکھو کون کہہ رہا ہے یہ دیکھو کیا کہہ رہا ہے

اس کتاب میں دکتور عبد العزيز بن سليمان بن ناصر السلومی لکھتے ہیں

يعتبر الواقدي أحد بحور العلم والرواية، خاصة في فن المغازي والسير، ولم يكتف - رحمه الله - بسماع العلم وروايته مشافهة بل كان منهجه التقييد والكتابة، ولذلك يقول عقب الإسناد الجمعي ما نصّه:((..فكتبت كل الذي حدثوني ...))[1].

ولذلك وُصفَ بأنه((كتب مالا يوصف كثرة..))[2]، فأخرج هذا العلم في كتب وضعها وحدث بها[3]، ولذلك كان له حلقة في المسجد النبوي يدرّس فيها علم المغازي، حتى أنّه مرةً جمع لطلاّبه غزوة أحد في عشرين جلداً[4].

وقد كان الإمام أحمد -رحمه الله- يوجه في كل جمعة حنبل بن إسحاق إلى محمد بن سعد - كاتب الواقدي -، فيأخذ له جزئين جزئين من حديث الواقدي، فينظر فيها ثم يردها، ويأخذ غيرها.

ولذلك قال عبد الله بن أحمد بن حنبل عن أبيه:((وكان أكثر نظره في كتب الواقدي))[1].

وقد بينّ الإمام أحمد سبب نظره في كتب الواقدي فقال:((.. أريد أن أعرفها وأعتبر بها ..))[2].

بے شک امام احمد ہر جمعہ کو حنبل بن اسحاق کے ساتھ ابن سعد، کاتب الواقدی کی طرف رخ کرتے اور واقدی کی دو کتابیں لاتے ان کو دیکھتے پھر لوٹاتے اور دوسری لیتے

اور اسی وجہ سے عبد اللہ بن احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ میرے باپ اکثر واقدی کی کتابیں دیکھتے

کا سبب واضح کیا، پس کہا اور امام احمد نے واقدی کی کتب دیکھنے پر اعتبار کر سکوں اوران ... تاکہ میں ان (کتابوں) کو جان سکوں

امام احمد واقدی کی احادیث پر اعتبار کرنے کے لئے جاتے تھے یعنی وہ متن دیکھ کر اس کے شواہد تلاش کرتے تھے - واقدی میں ان کا شغف بڑھ گیا تھا ورنہ ایک ایک کر کے کتابیں دیکھنے کا شوق کیوں ہوا. یہ بات احمد کی عمر کے آخری حصے میں ہو گی کیونکہ اس بات کو ابراہیم الحربی بتاتے ہیں جو واقدی کی وفات کے وقت ١١ سال کے ہونگے ظاہر ہے کہ ١١ سال کی عمر میں ابراہیم علم تاریخ اور جرح و تعدیل پر عبور نہیں رکھ سکتے

معلوم ہوا کہ امام احمد کا واقدی کے بارے میں نظریہ ارتقاء کا شکار رہا- ان کے اس حوالے سے تمام اقوال میں تطبیق اس طرح ممکن ہے کہ ایک وقت تھا جب اس کو کذاب کہا اور اس سے کچھ روایت نہیں کیا امام جوزجانی کے مطابق واقدی کی وفات کے روز کہا

مدت ہوئی اس کی کتابوں سے میں نے اپنی کتابوں کی جلدیں بنا لیں

یعنی واقدی کی کتب کو   پھاڑ کر ان سے اپنی کتب کے دفتین بنا دیے- امام احمد نے واقدی کی کتابوں کی جلدیں بنا لیں کیونکہ انہوں نے اس کی کتابوں کو بے کار سمجھتے ہوئے ان کو اپنی کتب کی جلد یا کور کے طور پر استعمال کر لیا تھا

لیکن اگلے چند سالوں میں اس میں دلچسپی پیدا ہوئی اور پھر اس کی کتابیں دیکھنا شروع کر دیں

اور ان میں قابل اعتبار مواد تلاش کرنا شروع کیا- یہ بھی غور طلب ہے کہ حنبل بن اسحاق ، واقدی سے روایت بھی کرتے تھے کتاب مسند القاروق از ابن کثیر کے مطابق

قال حنبل (بن اسحاق) وحدثنی ابی اسحاق حدثنا محمد بن عمر حدثنا ابن ابی سبرة عن عثمان بن عبد الله بن رافع عن ابن المسیب قال اول من کتب

التاريخ عمر لسنتين ونصف من خلافته فكتب لست عشرة من الهجرة بمشورة من على بن ابى طالب قال محمد بن عمر هو الواقدى

عبداللہ بن احمد بھی روایت کرتے تھے طبرانی کی کتاب الدعا میں روایت ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ، ثنا شَبَابٌ الْعُصْفُرِيُّ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ الْوَاقِدِيُّ، ثنا هَارُونُ الْأَهْوَازِيُّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ: «اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْفَقْرِ وَعَذَابِالْقَبْرِ، وَفِتْنَةِ الْمَحْيَا وَفِتْنَةِ الْمَمَاتِ

اگر واقدی متروک تھا تو حنبل بن اسحاق اور عبد اللہ نے روایت کیوں کی؟ اس کی وجہ کیا تھی ؟ یہ نقطہ نظر میں تبدیلی کب واقعہ ہوئی؟ یعنی امام احمد کا واقدی سے متعلق نقطۂ نگاہ بدل گیا تھا - اسی وجہ سے ان کے شاگردوں نے بھی واقدی سے روایت کرنا شروع کر دیا

الغرض

مشتشرق کی بات کو اہل علم اپنے حق میں پیش کرتے رہے ہیں لہذا اس کو مطلقا یہودی مشتشرق کہہ کر رد نہیں کر سکتے
امام احمد کی آخری عمر میں واقدی کی کتب میں دلچسپی بڑھ گئی تھی اور وہ جاننے اور اعتبار کرنے کے لئے ان کو پڑھتے تھے
ڈاکٹر عثمانی رحمہ اللہ علیہ نے جوزف هوروفتس کی بات کو جبل اللہ کی ایک اشاعت میں نقل کیا اور صحیح بخاری اور مسند احمد کا موازنہ پیش کیا . ان کا مقصد صحیح امام بخاری اور مسند امام احمد کا آپس کا اختلاف اجاگر کرنا تھا تاکہ احادیث و تاریخ کے حوالے سے دونوں کے منہج کو سمجھا جا سکے. یہ ایک تحقیقی کام تھا جس پر مسلک پرستوں نے بودے اعتراضات کیے اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ امام بخاری، امام احمد کو استاد مانتے تھے جو سراسر جھوٹ ہے

مشتسرقین کسی ایسی کتاب کی تلاش میں رہے جس سے وہ اسلام کی سنہری تاریخ کو داغدار کر سکیں چناچہ انہوں نے واقدی، ابن سعد اور ابن اسحاق کی کتب کو استعمال کیا اور آخر میں ان کی نگاہ انتخاب مسند امام احمد پر رکی . سید سلیمان الندوی اپنے ایک جواب کے ابتدائیہ میں لکھتے ہیں جو کتاب اسلام اور مستشرقین جلد پنجم میں چھپا

الجواب

از

سید سلیمان ندوی

پروفیسر موصوف کے ان سوالات کو پڑھ کر سب سے پہلے اس بات کی خوشی ہوتی ہے، کہ ہمارے فاضل مستشرقین کی علمی تحقیق کا دائرہ روز بروز وسیع ہوتا جاتا ہے، ایک زمانہ تھا. کہ سیرت نبوی پر لکھنے کے لئے تنہا ابوالفدا ایک ماخذ انکے سامنے تھا، اس کے بعد واقدی اور پھر ابن سعد اور پھر ابن اسحاق کی باری آئی. یہاں تک کہ پروفیسر مارگیولیوتھ نے اس کا سب سے بڑا ماخذ حدیث کو قرار دیا، اور خصوصاً ابن حنبل کی ضخیم جلدوں کو لیکن

آخر مسند میں مستشرقین کے لئے کیا پر کشش مواد ہے جو ان کو اور کتابوں سے اس کی طرف کھینچ لایا؟

یہ ہمارے عالم سید سلیمان ندوی کہہ رہے ہیں جو معروف شخصیت ہیں

اپ کے لئے سوچنے کا مقام ہے!

ضمیمہ ۳: امام احمد اور عمار رضی اللہ عنہ کا قتل

صحيح البخاري: كِتَابُ الجِهَادِ وَالسِّيَرِ (بَابُ مَسْحِ الغُبَارِ عَنِ الرَّأْسِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ) صحیح بخاری: کتاب: جہاد کا بیان

(باب : اللہ کے راستے میں جن لوگوں پر گرد پڑی ہو ان کی گرد پونچھنا)

2812 . حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الوَهَّابِ، حَدَّثَنَا خَالِدٌ، عَنْ عِكْرِمَةَ، أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ، قَالَ لَهُ وَلِعَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ائْتِيَا أَبَا سَعِيدٍ فَاسْمَعَا مِنْ حَدِيثِهِ، فَأَتَيْنَاهُ وَهُوَ وَأَخُوهُ فِي حَائِطٍ لَهُمَا يَسْقِيَانِهِ، فَلَمَّا رَآنَا جَاءَ، فَاحْتَبَى وَجَلَسَ، فَقَالَ: كُنَّا نَنْقُلُ لَبِنَ المَسْجِدِ لَبِنَةً لَبِنَةً، وَكَانَ عَمَّارٌ يَنْقُلُ لَبِنَتَيْنِ لَبِنَتَيْنِ، فَمَرَّ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَسَحَ عَنْ رَأْسِهِ الغُبَارَ، وَقَالَ: «وَيْحَ عَمَّارٍ تَقْتُلُهُ الفِئَةُ البَاغِيَةُ، عَمَّارٌ يَدْعُوهُمْ إِلَى اللَّهِ، وَيَدْعُونَهُ إِلَى النَّارِ»

ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا' کہا ہم کو عبدالوہاب ثقفی نے خبر دی' کہاہم سے خالد نے بیان کیا عکرمہ سے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ان سے اور (اپنے صاحبزادے) علی بن عبداللہ سے فرمایا تم دونوں ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جاؤ اور ان سے احادیث نبوی سنو ۔ چنانچہ ہم حاضر ہوئے' اس وقت ابو سعید رضی اللہ عنہ اپنے (رضاعی) بھائی کے ساتھ باغ میں تھے اور باغ کو پانی دے رہے تھے' جب آپ نے ہمیں دیکھا تو (ہمارے پاس) تشریف لائے اور (چادراوڑھ کر) گوٹ مارکر بیٹھ گئے' اسکے بعد بیان فرمایا ہم مسجد نبوی کی اینٹیں (ہجرت نبوی کے بعد تعمیر مسجد کیلئے) ایک ایک کرکے ڈھورہے تھے لیکن عمار رضی اللہ عنہ دودو اینٹیں لارہے تھے' اتنے میں نبی کریمم صلی اللہ علیہ وسلم ادھر سے گزرے اور ان کے سر سے غبار کو صاف کیا پھر فرمایا افسوس ! عمار کو ایک باغی جماعت مارے گی' یہ تو انہیں اللہ کی (اطاعت کی) طرف دعوت دے رہا گا لیکن وہ اسے جہنم کی طرف بلا رہے ہوں گے ۔

یہ روایت عکرمہ کی ہے[32]

32

خالد بن مہران الحذاء نے کہا کہ عکرمہ مولی ابن عباس نے کہا کہ

عِكْرِمَةَ، أَنَّ ابْنَ عَبَّاس، قَالَ لَهُ وَلِعَلِيِّ بْن عَبْدِ اللَّهِ ائْتِيَا أَبَا سَعِيدٍ
ابن عباس نے عکرمہ اور علی بن عبد الله بن عباس کو کہا کہ ابو سعید کے پاس جاؤ

خالد بن مهران الحذاء بصری مدلس ہے اور آخری عمر میں اختلاط کا شکار تھے
یہ مختلف فیہ ہے میزان الاعتدال کے مطابق
.قال أحمد: ثبت
.وقال ابن معين والنسائي: ثقة
.وأما أبو حاتم فقال: لا يحتج به
احمداور ابن معین اور نسائی نے ثقہ کہا ہے جبکہ ابی حاتم کہتے کہ یہ نہ قابل دلیل ہے
یعنی بغداد والوں نے ثقہ کہا ہے

اس کے شہر کے لوگ یعنی بصریوں میں حماد بن زید ، ابن علية اور شعبہ نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے اسی طرح نیشاپور والوں نے بھی اس کو ضعیف قرار دیا ہے

وقال يحيى بن آدم: قُلْتُ لِحَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ: مَا لِخَالِدٍ الْحَذَّاءِ فِي حَدِيثِهِ؟ قَالَ: قَدِمَ عَلَيْنَا قَدْمَةً مِنَ الشَّام، فَكَأَنَّا أَنْكَرْنَا حِفْظَهُ.
بصرہ کے حماد بن زید کہتے کہ خالد جب شام سے آیا تو ہم نے اس کے حافظہ کا انکار کیا

كتاب إكمال تهذيب الكمال في أسماء الرجال از مغلطاي کے مطابق
قال شعبة: خالد يشك في حديث عكرمة عن ابن عباس
شعبہ نے کہا کہ خالد کو عکرمہ کی ان کی ابن عباس سے حدیث پر شک رہتا تھا

واضح رہے کہ صحیح بخاری کی یہ روایت اسی سند سے ہے

یعنی خالد کے ہم عصر محدثین اس کی روایات کو رد کر رہے تھے لیکن ۱۰۰ سال بعد میں بغداد والوں نے اس کو ثقہ قرار دیا

عمار بن یاسر رضی الله عنہ کا قتل جنگ صفین میں ہوا. اس کی خبر نبی صلی الله علیہ وسلم نے دی تھی. بخاری کی روایت ہے کہ نبی صلی الله علیہ وسلم نے فرمایا

ويح عمار، تقتله الفئة الباغية، يدعوهم إلى الجنة، ويدعونه إلى النار» قال: يقول عمار: أعوذ بالله من الفتن

اے عمار تمہیں ایک باغی گروہ قتل کرے گا تم ان کو جنت کی طرف بلاؤ گے اور وہ تم کو اگ کی طرف

یہ روایت بعض محدثین مثلا کرابیسی اور امام احمد کے نزدیک صحیح نہیں امام احمد کہتے تھے اس کو چھوڑنے میں بھلائی ہے اور امام دحیم کہتے تھے کہ جو اس میں قاتلین سے مراد اہل شام لے وہ فاحشہ کی اولاد ہے

کتاب الثقات از العِجْلِيُّ کے مطابق امام عبد الرَّحْمَن بن إِبْرَاهِيم الدِّمَشْقِي دُحَيْم کہتے تھے

قَالَ أَحْمَدُ العِجْلِيُّ: دُحَيْمٌ ثِقَةٌ كَانَ يَخْتلِفُ إِلَى بَغْدَادَ فَذَكَرُوا الفِئَةَ البَاغِيَةَ هُم أَهْلُ الشَّامِ, فَقَالَ: مَنْ قَالَ هَذَا, فَهُوَ بن الفَاعِلَةِ.

العِجْلِيُّ کہتے ہیں دُحَيْمٌ ثقہ ہیں ان کا بغداد میں اختلاف ہوا پس باغی گروہ والی روایت سے لوگوں نے اہل شام مراد لئے اس پر امام دُحَيْم نے کہا جو یہ کہے وہ فاحشہ کی اولاد ہے

محدثین اس روایت کو یا تو رد کرتے ہیں یا تاویل جیسا کہ اوپر پیش کی گئی ہے

بخاری کی اس روایت کی صحیح تاویل ہے کہ عمار کو باغی گروہ نے قتل کیا ، دونوں جانب مسلمانوں کو لڑا رہا تھا اس بات کی تائید حدیث سے ہوتی ہے کہ عثمان کو منافق قمیص اتارنے کو کہیں گے اور الله کے نبی صلی الله علیہ وسلم نے کہا کہ تم اس کو نہ اتارنا سب نے اس سے مراد خلافت کے معزول ہونے کا ایجنڈا قرار دیا ہے جس کے سبب ان کی شہادت ہوئی[33]

مسلم کی حدیث ہے

وحَدَّثَني مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْن جَبَلَةَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، ح وَحَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ الْعَمِّيُّ، وَأَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ – قَالَ عُقْبَةُ: حَدَّثَنَا، وقَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَخْبَرَنَا – غُنْدَرٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: سَمِعْتُ خَالِدًا، يُحَدِّثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي الْحَسَنِ، عَنْ أُمِّهِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ لِعَمَّارٍ: "تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ" ,

دوسری سند ہے

33

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

يا عثمان انه لعل الله يقصك قميصا فان ارادوك على خلعه فلا تخلعه لهم

اے عثمان ! شاید اللہ تعالی تمہیں ایک قمیص پہنائیں ۔ اگر لوگ تم سے وہ قمیص اتروانا چاہیں تو ان کے لئے وہ قمیص نہ اتارنا۔

اس حدیث کو امام ترمذی سنن میں، ابن حبان صحیح میں ، حاکم مستدرک میں روایت کرتے ہیں

وحَدَّثَنِی إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُور، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا خَالِدُ الْحَذَّاءُ، عَنْ سَعِيدِ بْن أَبِی الْحَسَن وَالْحَسَن، عَنْ أُمِّهِمَا، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّی اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ.

تیسری سند ہے

وحَدَّثنا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِی شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَن ابْن عَوْنٍ، عَن الْحَسَن، عَنْ أُمِّهِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ”تَقْتُلُ عَمَّارًا الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ“

کتاب الثقات از ابن حبان کے مطابق

خَيْرَةُ مَوْلاةُ أم سَلَمَةَ وَالِدَةُ الْحَسَن بن أَبی الْحسن يروي عَنْهَا ابْنهَا الْحسن بن أَبي الْحسن عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ فِي عَمَّارٍ تَقْتُلُكَ الفِئَةُ الْبَاغِيَةُ

خَيْرَةُ مَوْلاةُ أم سَلَمَةَ، حسن بصری کی والدہ ہیں

امام احمد کے نزدیک، صحیح مسلم کی سند معلول ہے اس کا ذکر وہ مسند میں کرتے ہیں پہلے یہی مسلم کی سند لاتے ہیں پھر ابن سیرین کی بات نقل کرتے ہیں اس کا ذکر نیچے آ رہا ہے

ابن تیمیہ الفتاوی: میں کہتے ہیں

مجموع الفتاوی از ابن تیمیہ ج ۳۵ ص ۷٤ پر
وَأَمَّا الْحَدِيثُ الَّذِي فِيهِ {إنَّ عَمَّارًا تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ} فَهَذَا الْحَدِيثُ قَدْ طَعَنَ فِيهِ طَائِفَةٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ؛
اس حدیث پر اہل علم کا ایک گروہ طعن کرتا ہے

مختصر منهاج السنة از ابن تیمیہ
فيقال: الذي في الصحيح: ((تقتل عمّار الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ)) وَطَائِفَةٌ مِنَ الْعُلَمَاءِ ضَعَّفُوا هَذَا الْحَدِيثَ، مِنْهُمُ الْحُسَيْنُ الْكَرَابِيسِيُّ وَغَيْرُهُ، وَنُقِلَ ذَلِكَ عَنْ أَحْمَدَ أَيْضًا.
صحیح میں ہے عمار کو ایک باغی گروہ قتل کرے گا – اور اہل علم کا ایک گروہ اس کی تضعیف کرتا ہے جس میں حسین کرابیسی ہیں اور دیگر ہیں ہے ایسا ہی امام احمد کے حوالے سے نقل کیا جاتا ہے

اسی طرح کہتے ہیں
وَأَمَّا الْحَدِيثُ الَّذِي رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ – صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – أَنَّهُ قَالَ لِعَمَّارٍ: ” «تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ» ” فَبَعْضُهُمْ ضَعَّفَهُ، وَبَعْضُهُمْ تَأَوَّلَهُ.
بعض اس کو ضعیف کہتے ہیں بعض تاویل کرتے ہیں

امام کرابیسی امام بخاری کے ہم عصر ہیں یعنی صحیح بخاری کی یہ روایت ان کے نزدیک صحیح نہیں ہے
اہل سنت کے شیعیت سے متاثر بعض علماء اس روایت سے یہ نکالتے ہیں کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے بغاوت کی اور وہ وہی باغی گروہ کے لیڈر تھے جس نے عمار کا قتل کیا لہذا کتاب سبل السلام میں محمد بن إسماعيل بن صلاح بن محمد الحسني، الكحلاني ثم الصنعاني، أبو إبراهيم، عز الدين، المعروف كأسلافه بالأمير (المتوفى: 1182هـ) ابن جوزی کا اس روایت کو رد کرنے پر لکھتے ہیں

وَلَا يَخْفَى أَنَّ ابْنَ الْجَوْزِيِّ نَقَلَ عَنْ أَحْمَدَ عَدَمَ صِحَّتِهِ وَلَيْسَ لَهُ هُوَ قَدْحٌ فِي صِحَّتِهِ حَتَّى يُقَالَ إنَّهُ أَحْقَرُ مِنْ أَنْ يَنْتَهِضَ لِمُعَارَضَةِ أَئِمَّةِ الْحَدِيثِ وَفُرْسَانِهِ وَحُفَّاظِهِ فَالْأَوْلَى فِي الْجَوَابِ عَنْ نَقْلِ ابْنُ الْجَوْزِيِّ مَا قَالَهُ السَّيِّدُ مُحَمَّدٌ أَيْضًا إنَّهُ قَدْ رَوَى يَعْقُوبُ بْنُ شَيْبَةَ الْإِمَامُ الثِّقَةُ الْحَافِظُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ أَنَّهُ قَالَ فِيهِ إنَّهُ حَدِيثٌ صَحِيحٌ سَمِعَهُ عَنْهُ يَعْقُوبُ، وَقَدْ سُئِلَ عَنْهُ. ذَكَرَهُ الذَّهَبِيُّ فِي تَرْجَمَةِ عَمَّارٍ فِي النُّبَلَاءِ وَيُؤَيِّدُهُ أَنَّهُ رَوَاهُ أَحْمَدُ عَنْ جَمَاعَةٍ كَثِيرَةٍ مِنْ الصَّحَابَةِ وَكَانَ يَرَى الضَّرْبَ عَلَى رِوَايَاتِ الضِّعَافِ وَالْمُنْكَرَاتِ. وَهَذَا يَدُلُّ عَلَى بُطْلَانِ مَا حَكَاهُ ابْنُ الْجَوْزِيِّ وَإِلَّا فَغَايَتُهُ أَنَّهُ قَدْ تَعَارَضَ عَنْ أَحْمَدَ الْقَوْلَانِ فَيُطْرَحُ. وَفِي تَصْحِيحِ غَيْرِهِ مَا يُغْنِي عَنْهُ كَمَا لَا يَخْفَى. وَأَمَّا الْحِكَايَةُ عَنْ ابْنِ مَعِينٍ وَابْنِ أَبِي خَيْثَمَةَ، فَإِنَّهُ رَوَاهَا الْمُصَنِّفُ بِصِيغَةِ التَّمْرِيضِ وَلَمْ يَنْسُبْهَا إلَى رَاوٍ فَيَتَكَلَّمْ عَلَيْهَا.

وَالْحَدِيثُ دَلِيلٌ عَلَى أَنَّ الْفِئَةَ الْبَاغِيَةَ مُعَاوِيَةُ وَمَنْ فِي حِزْبِهِ وَالْفِئَةَ الْمُحِقَّةَ عَلِيٌّ – رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ – وَمَنْ فِي صُحْبَتِهِ

اور یہ مخفی نہیں ہے ابن جوزی نے امام احمد کے حوالے سے اس روایت کی عدم صحت پر نقل کیا ہے اور اس میں کوئی قدح نہیں ہے … اور اس کا جواب وہ ہے جو سید محمد نے دیا کہ انہوں نے یعقوب بن شیبہ سے نقل کیا امام احمد سے روایت کیا کہ انہوں نے کہا حدیث صحیح ہے اس کو یعقوب نے سنا ہے اور اس پر سوال کیا اور الذھبی نے سیر الاعلام النبلاء میں عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے ترجمہ میں اس کو نقل کیا ہے اور اس کی تائید ہوتی ہے کہ اصحاب رسول کی ایک جماعت اس کو نقل کرتی ہے … اور یہ دلالت کرتا ہے اس پر جو حکایت کیا ابن جوزی نے اس کے بطلان پر اور اگر نہیں تو اس میں تعارض ہے جو امام احمد سے دو قول اتے ہیں پس اس کو رد کیا جائے گا اور دوسروں کی جانب سے اس کی تصحیح مخفی نہیں ہے اور جہاں تک ابن معین اور ابن ابی خیثمہ کی حکایت ہے تو وہ صغیہ تمریض سے ہے اور اس میں راوی متکلم کی نسبت نہیں ہے اور یہ حدیث دلیل ہے کہ معاویہ اور اس کا حزب باغی گروہ تھا اور حق کا گروہ علی کا تھا اور وہ جو انکی صحبت میں تھا

راقم کہتا ہے کہ یہ بات بے سروپا ہے

سب سے پہلے تو یعقوب بن شیبہ کی تصحیح کی سند پیش کی جائے جو شاید ہی کسی کے پاس ہو

سیر الاعلام النبلاء کے مطابق خود امام احمد اس شخص یعقوب بن شیبہ کے لئے کہتے

مُتَبَدِّ عٌ، صَاحِبُ هوَى

بدعتی ہے صاحب گمراہ ہے

الذهبی سیر أعلام النبلاء میں ان کے ترجمہ میں کہتے ہیں کہ ان کی مسند الکبیر کا ایک جز مسند عمار میرے پاس تھا

مَاتَ يَعْقُوْبُ الحَافِظُ: فِي شَهْرِ رَبِيْعٍ الأَوَّلِ، سَنَةَ اثْنَتَيْنِ وَسِتِّيْنَ وَمائَتَيْنِ، وَقَعَ لِي جُزْءٌ وَاحِدٌ مِنْ مُسنَدِ عَمَّارٍ لَهُ.

پھر روایت پیش کرتے ہیں

قَالَ يَعْقُوْبُ: حَدَّثَنَا رَوْحُ بنُ عُبَادَةَ، حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ، عَنِ الحَسَنِ، عَنْ أُمِّهِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ (2) : مَا نَسِيْنَا الغبارَ عَلَى شَعْرِ صَدْرِ رَسُوْلِ اللهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- وَهُوَ يَقُوْلُ: (اللَّهُمَّ إِنَّ الخَيْرَ خَيْرُ الآخِرَةِ، فَاغْفِرْ لِلأَنصَارِ وَالمُهَاجِرَةِ) إِذْ جَاءَ عَمَّارٌ فَقَالَ: (وَيْحَكَ، أَوْ وَيْلَكَ يَا ابْنَ سُمَيَّةَ، تقتلُكَ الفِئَةُ البَاغِيَةُ)

پر لطف بات ہے کہ مسند احمد میں جگہ جگہ اسی سند پر امام احمد جرح کرتے ہیں

مسند احمد میں ہے

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أُمِّهِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: مَا نَسِيتُ قَوْلَهُ يَوْمَ الْخَنْدَقِ وَهُوَ يُعَاطِيهِمُ اللَّبَنَ، وَقَدْ اغْبَرَّ شَعْرُ صَدْرِهِ، وَهُوَ يَقُولُ: «اللَّهُمَّ إِنَّ الْخَيْرَ خَيْرُ الْآخِرَهْ فَاغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَهْ» قَالَ: فَرَأَى عَمَّارًا، فَقَالَ: «وَيْحَهُ ابْنُ سُمَيَّةَ تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ» قَالَ: فَذَكَرْتُهُ لِمُحَمَّدٍ يَعْنِي ابْنَ سِيرِينَ فَقَالَ: عَنْ أُمِّهِ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، أَمَا إِنَّهَا كَانَتْ تُخَالِطُهَا، تَلِجُ عَلَيْهَا

محمّد ابن سِيرِينَ نے پوچھا کہ حسن نے اپنی ماں سے روایت کیا کہا جی یا تو یہ اختلاط ہے یا اس میں کچھ اور بات مل گئی ہے

كتاب العلل ومعرفة الرجال از عبدلله کے مطابق

حَدثنِي أبي قَالَ حَدثنَا مُحَمَّد بن أبي عدي عَن بن عون قَالَ فَذَكرته لمُحَمد فَقَالَ عَن أمه قلت نعم قَالَ أما أَنَّهَا قد كَانَت تخالطها تلج عَلَيْهَا يَعْنِي حَدِيث الْحسن عَن أمه عَن أم سَلمَة فِي عمار تقتله الفئة الباغية

احمد کہتے ہیں میں نے محمّد بن سیرین سے ذکر کیا محمّد ابن سِیرِینَ نے پوچھا کہ حسن نے اپنی ماں سے روایت کیا کہا جی یا تو یہ اختلاط ہے یا اس میں کچھ اور بات مل گئی ہے

مسند احمد میں امام احمد یہ الفاظ بھی نقل کرتے ہیں

قَالَ: فَحَدَّثْتُهُ مُحَمَّدًا، فَقَالَ: «عَنْ أُمِّهِ؟ أَمَا إِنَّهَا قَدْ كَانَتْ تَلِجُ عَلَى أَمِّ الْمُؤْمِنِينَ»

احمد کہتے ہیں میں نے اس کا ابن سیرین سے ذکر کیا انہوں نے کہا (حسن) اپنی ماں سے روایت کیا ؟ بے شک انہوں نے (حسن کی والدہ) نے ام المومنین کی بات گڈ مڈ کر دی

ابن تیمیہ کتاب منهاج السنة النبوية في نقض كلام الشيعة القدرية میں کہتے ہیں کہ یعقوب نے دعوی کیا

سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ سُئِلَ عَنْ حَدِيثِ النَّبِيِّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - فِي عَمَّارٍ: " «تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ» " فَقَالَ أَحْمَدُ: قَتَلَتْهُ

لہذا جو سند خود امام احمد کے نزدیک صحیح نہ ہو اس کی بنیاد پر کہنا انہوں نے ہی قتل کیا کیسے صحیح ہو سکتا ہے ؟

دوم یعقوب خود امام احمد کے نزدیک بدعتی ہے

طبقات حنابلہ میں ہے

سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَل، يَقُولُ: رُوِيَ فِي: «تَقْتُلُ عَمَّارًا الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ» ثَمَانِيَةٌ وَعِشْرُونَ حَدِيثًا، لَيْسَ فِيهَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ

میں نے محمّد بن عبد الله بن ابراہیم[34] سے سنا کہا میں نے اپنے باپ سے سنا کہتے تھے میں نے امام احمد بن حنبل سے سنا عمار کو باغی گروہ قتل کرے گا کو ۲۸ طرقوں سے روایت کیا ایک بھی صحیح نہیں

یہ قول حنابلہ کی معتمد علیہ کتاب سے لیا گیا ہے جو سن ۳۰۰ ہجری کی تالیف ہے – اس دور کے رجال کی مکمل معلومات کتب میں نہیں ہوتی الا یہ کہ یہ لوگ حدیث بیان کریں اور بہت مشہور ہوں- لہذا اس دور میں اس

34

محمد بن عبدالله بن ابراہیم حنابلہ کے عالم أبو بكر أحمد بن محمد بن هارون بن يزيد الخَلَّال البغدادي الحنبلي (المتوفى: 311 هـ) کے شیخ ہیں ان سے روایات کتاب السنة میں تین مقامات پر لی گئی ہیں

محمد بن عبد الله بن إبراهيم کی باپ سے روایت کئی کتابوں میں ہے مثلا

أحكام النساء للإمام أحمد
المؤلف: أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد الشيباني (المتوفى: 241هـ)

الوقوف والترجل من الجامع لمسائل الإمام أحمد بن حنبل
المؤلف: أبو بكر أحمد بن محمد بن هارون بن يزيد الخَلَّال البغدادي الحنبلي (المتوفى: 311هـ)

قسم کے بہت سے اقوال میں رجال معلوم نہیں ہیں لیکن یہ قبول کیے جاتے ہیں – اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ رجال کی تمام کتب ہم تک نہیں پہنچیں، بہت سی معدوم ہو گئی ہیں

ان اقوال کی صحت صحیح سمجھی جائے گی کیونکہ ان کو رجال کے ماہر ابن جوزی نے بھی اپنی کتب میں بیان کیا ہے لہذا جب یہ ماہرین ان اقوال کو قبول کرتے ہیں تو ہم کیوں نہ کریں- كتاب العلل المتناهية فى الأحاديث الواهية ج ۲ ص ۳٦٥ میں ابن جوزی لکھتے ہیں
إلا أن أَبَا بَكْر الخلال ذكر أن أَحْمَد بْن حنبل ويحيى بْن معين وأبا خيثمة والمعيطى ذكروا هَذَا الحديث تقتل عمارًا الفيئة الباغية فقال فِيهِ ما فِيهِ حديث صحيح وأن أَحْمَد قال قد روى فِي عمار تقتله الفيئة الباغية ثمانية وعشرون حديثًا ليس فيها حديث صحيح”.

بلاشبہ ابو بکر الخلال نے ذکر کیا ہے کہ أَحْمَد بْن حنبل ويحيى بْن معين وأبا خيثمة والمعيطي نے اس حدیث عمار کو باغی گروہ قتل کرے گا کا ذکر کیا ہے اور کہا ہے اس میں کوئی حدیث صحیح نہیں ہے اور بے شک امام احمد نے روایت کیا ہے ۲۸ احادیث سے کہ عمار کو باغی گروہ قتل کرے گا اس میں کوئی حدیث صحیح نہیں ہے

ابن جوزی رجال کے معاملے میں متشدد ہیں اور اس بنا پر ان کو معلومات ہوں گی کہ یہ لوگ ثقہ ہیں تبھی اتنے وثوق سے ان اقوال سے دلیل لے رہے ہیں - امام احمد نے کتاب میں صحیح و ضعیف سب طرح کی روایت جمع کی ہیں اور ان کے نزدیک یہ روایت ضعیف ہے تبھی اس پر تبصرہ کرتے ہیں

كتاب السنة لأبي بكر بن الخلال جلد ۲ صفحہ ٤٦۲ کی روایت ہے

أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَازِمٍ، وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْعَبَّاسِ الطَّيَالِسِيُّ، أَنَّ إِسْحَاقَ بْنَ مَنْصُورٍ حَدَّثَهُمْ، أَنَّهُ قَالَ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ: قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَمَّارٍ: «تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ» . قَالَ: «لَا أَتَكَلَّمُ فِيهِ» . زَادَ الطَّيَالِسِيُّ: «تَرْكُهُ أَسْلَمُ»

اسحاق بن منصور نے بیان کیا کہ میں نے امام احمد سے قول نبی کا ذکر کیا کہ جو عمار کے لئے ہے کہ اس کو باغی گروہ قتل کرے گا – احمد نے کہا اس پر بات مت کرو طیالسی نے اضافہ کیا اس کو چھوڑو بچ جاو

الغرض امام احمد اور امام بخاری کا اس مخصوص روایت کی تصحیح پر اختلاف نظر اتا ہے – راقم کے نزدیک حق یہاں امام احمد کے ساتھ ہے امام بخاری و مسلم سے اس کی تصحیح میں غلطی ہوئی ہے

ضمیمہ ٤ : امام احمد اور حدیث کساء

صحیح مسلم میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث ہے

خرج النبيُّ صلَّى اللهُ عليهِ وسلَّمَ غداةً وعليه مِرْطٌ مُرحَّلٌ ، من شعر أسودٍ . فجاء الحسنُ بنُ عليٍّ فأدخلَه . ثم جاء الحسينُ فدخل معه . ثم جاءت فاطمةُ فأدخلها . ثم جاء عليٌّ فأدخلَه . ثم قال " إِنَّمَا يُرِيدُ اللهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا " [33 / الأحزاب / 33] .

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صبح کے وقت ایک اونی منقش چادر اوڑھے ہوئے باہر تشریف لائے تو آپ کے پاس حسن بن علی رضی اللہ عنہما آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُنہیں اُس چادر میں داخل کر لیا، پھر حسین رضی اللہ عنہ آئے اور وہ بھی ان کے ہمراہ چادر میں داخل ہو گئے ، پھر فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انھیں بھی اس چادر میں داخل کر لیا، پھر علی رضی اللہ عنہ آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُنہیں بھی چادر میں لے لیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت مبارکہ پڑھی : بے شک اللہ چاہتا ہے کہ وہ تم اہل بیت سے رجس کو دُور کر دے اور تمہیں (کامل) طہارت سے نواز کر بالکل پاک صاف کر دے۔

امام مسلم اس کی سند دیتے ہیں

وحَدَّثَنِي سُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بِنُ زَكَرِيَّا بْن أَبي زَائِدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، ح وحَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ، ح وحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلَ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا، أَخْبَرَنِي أَبِي، عَنْ مُصْعَب بْن شَيْبَةَ، عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ، عَنْ عَائِشَةَ،

اس کی سند میں مصعب بن شیبۃ بن جبیر بن شیبۃ کا تفرد ہے – امام احمد اس روایت کو پسند نہیں کرتے

قال أحمد بن محمد بن هانيء: ذكرت لأبي عبد الله الوضوء من الحجامة، فقال: ذاك حديث منكر، رواه مصعب بن شيبة، أحاديثه مناكير، منها هذا الحديث، وعشيرة من الفطرة، وخرج رسول الله – صلى الله عليه وسلم – وعليه مرط مرجل. «ضعفاء العقيلي» (1775)

احمد بن محمد بن ہانی کہتے ہیں میں نے ابی عبد اللہ سے حدیث ذکر کی کہ حجامہ میں وضو پس کہا یہ حدیث منکر ہے اس کو مُصْعَب بْن شيبة روایت کرتا ہے اس کی حدیثیں منکر ہیں جن میں یہ حدیث ہے اور ... اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک اونی منقش چادر اوڑھے ہوئے باہر تشریف لائے والی

وقال أبو بكر الأثرم: سمعت أبا عبد الله أحمد بن حنبل يقول: مصعب بن شيبة روى أحاديث مناكير. «الجرح والتعديل» 8/ (1409) .

کتاب ضعفاء العقیلی میں امام احمد اس کی خاص اس ایک اونی منقش چادر والی روایت کو رد کرتے ہیں

اہل سنت کے جن علماء نے اس کو لکھا ہے ان کے نزدیک یہ حدیث امہات المومنین کو اہل بیت میں سے خارج نہیں کرتی لہذا یہ متنا صحیح ہے کیونکہ اس میں ہے کہ تم خیر میں ہو[35]

35

ترمذی میں بھی یہ موجود ہے جہاں اس کی سند ہے

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ الْأَصْبَهَانِيِّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ، رَبِيبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: نَزَلَتْ هَذِهِ الآيَةُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ {إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ البَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا} [الأحزاب: 33] فِي بَيْتِ أُمِّ سَلَمَةَ، فَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةَ وَحَسَنًا وَحُسَيْنًا فَجَلَّلَهُمْ بِكِسَاءٍ وَعَلِيٌّ خَلْفَ ظَهْرِهِ فَجَلَّلَهُ بِكِسَاءٍ ثُمَّ قَالَ: «اللَّهُمَّ هَؤُلَاءِ أَهْلُ بَيْتِي فَأَذْهِبْ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَطَهِّرْهُمْ تَطْهِيرًا» قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: وَأَنَا مَعَهُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: «أَنْتِ عَلَى مَكَانِكِ وَأَنْتِ إِلَى خَيْرٍ

راقم کہتا ہے حق یہاں امام احمد کے ساتھ ہے امام مسلم سے اس کی تصحیح میں غلطی ہوئی ہے

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پروردہ عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب اُم المؤمنین اُم سلمہ رضی اﷲ عنہا کے گھر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہ آیت ”اہل بیت! اللہ چاہتا هے کہ وہ تم سے رجس دُور کر دے اور تمہیں طہارت سے نواز کر بالکل پاک صاف کر دے۔“ نازل ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فاطمہ اور حسنین سلام اﷲ علیہم کو بلایا اور انہیں ایک کملی میں ڈھانپ لیا۔ علی رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں بھی کملی میں ڈھانپ لیا، پھر فرمایا : اے اﷲ! یہ میرے اہل بیت ہیں، پس ان سے ہر قسم کی آلودگی دور فرما اور انہیں خوب پاک و صاف کر دے۔ اُم سلمہ رضی اﷲ عنہا نے عرض کیا : اے اللہ کے نبی! میں (بھی) ان کے ساتھ ہوں، فرمایا : تم اپنی جگہ رہو اور تم تو بہتر مقام پر فائز ہو۔“

امام ترمذی اس کو حسن بھی نہیں کہتے بلکہ لکھتے ہیں وهَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الوَجْهِ یہ حدیث انوکھی ہے اس طرق سے

دونوں احادیث میں ایک ہی واقعہ ہے- ایک دفعہ اس میں عائشہ رضی اللہ عنہا کو دکھایا گیا اور دوسری دفعہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو – ظاہر ہے یہ ایک دفعہ ہی ہوا ہو گیا اگر ہوا بھی – مسلم کی حدیث امام احمد کے نزدیک ضعیف ہے

حرف آخر

امام احمد کا علی رضی اللہ عنہ کے مخالفین کے حوالے سے بغض کا سا انداز تھا - وہ معاویہ رضی اللہ عنہ کو خلفیہ نہیں مانتے تھے اور ان کو بادشاہ قرار دیتے تھے – امام احمد کے نزدیک معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت شروع ہونے سے پہلے ہی حقیقی خلافت ختم ہو چکی تھی – امام احمد کے نزدیک اگرچہ اس پر کوئی صحیح حدیث نہیں کہ معاویہ یا لشکر شام نے عمار رضی اللہ عنہ کا قتل کیا- امام احمد حدیث کساء کو بھی منکر قرار دیتے تھے – امام احمد اصحاب رسول کو گالی دینے کے سخت خلاف تھے - امام احمد کے نزدیک وہ شخص لائق کرم نہیں جو معاویہ رضی اللہ عنہ کو گالی دے

وقال ابن هانیء: وسئل (یعنی أبا عبد الله أحمد بن حنبل) عن الذي یشتم معاویة أیصلی خلفه؟ قال: لا یصلی خلفه ولا کرامة. «سؤالاته» (296) .

ابن ہانیء نے کہا میں نے احمد سے پوچھا کیا اس کے پیچھے نماز پڑھ لوں جو معاویہ کو گالی دے ؟ کہا اس کے پیچھے نماز مت پڑھو نہ عزت کرو

امام احمد اس سے بھی منع کرتے کہ کوئی امیر یزید بن معاویہ سے روایت بھی کرے-

البتہ احمد نے حب علی میں مسند میں شیعیت کی راویات کو اکھٹا کر دیا جو بغداد میں اس دور میں سر چڑھ چکی تھی

مسند احمد اگرچہ امام احمد کی تالیف ہے البتہ اس میں ان کے بیٹے عبد الله نے اضافے کیے ہیں اور بعض روایات پر اپنے باپ کی آراء بھی لکھی ہیں- شعیب الأرنؤوط کہتے ہیں

ثم روى المسندَ عن عبدِ الله بن أحمد أبو بكر القَطِيعيُّ، وزاد فيه زيادات فی مسند الأنصار

پھر مسند احمد کو عبد الله بن احمد سے روایت کیا أبو بكر القَطِيعيُّ، نے اور اس میں مسند الانصار میں انہوں نے اضافہ کیا

الذھبی کے مطابق

فأما الراوي عن عبد الله: فهو أبو بكر أحمدُ بن جعفر بن حمدان بن مالك القَطِيعيُّ، ولد سنة (274 هـ) ، سمع " المسند " مع عمِّ أمه عبد الله بن الجصَّاص، وكان لأبيه جعفر اتصالٌ بالدولة، وكان عبدُ الله يقرأ " المسنَدَ " لابن ذلك السلطان، فحضر القطيعيُّ أيضاً، وسَمِعه منه

أبو بكر أحمدُ بن جعفر بن حمدان بن مالك القَطِيعيُّ نے مسند احمد کو عبد الله سے سنا

مسند احمد کی موضوع روایات کا ملبہ ابن تیمیہ نے الْقطيعِي پر گرایا کتاب القول المسدد في الذب عن المسند للإمام أحمد میں ابن حجر کہتے ہیں

وَنقل عَن الشَّيْخ تَقِيّ الدَّين ابْن تَيْمِية أَن الَّذِي وَقع فِيهِ من هَذَا هُوَ من زيادات الْقطيعِي لَا من رِوَايَة الإِمَام أَحْمد وَلَا من رِوَايَة ابْنه عبد الله عَنهُ

موضوع روایات الْقطيعِي نے شامل کیں

منهاج السّنة میں ابن تیمیہ نے کہا: ... ثمَّ زَاد ابْنه عبد الله علی مُسْند أَحْمد زيادات، وَزَاد أَبُو بكر القَطِيعی زيادات، وَفِی زيادات القَطِيعی أَحَادِيث كَثِيرَة مَوْضُوعَة

القَطِيعی کی زوائد کی تعداد بہت نہیں ہے چند روایات ہیں اور معلوم ہے کہ کون سی روایات ہیں

البتہ تحقیق سے یہ ثابت ہو گیا ہے کہ مسند احمد میں موضوع روایات صرف القَطِيعی نے ہی روایت نہیں کیں جیسا ابن تیمیہ نے دعوی کیا ہے بلکہ عبد الله اور خود امام احمد نے بھی لکھی ہیں

شُعَيب الأرنَؤوط – عادل مُرْشِد کی تحقیق کے مطابق مسند میں موضوع روایات ہیں جن پر وہ کہتے ہیں شبہ موضوع، موضوع ہونے کا شبہ ہے- جن پر کہتے ہیں إسناده ضعيف جداً ان کی تعداد ۱۳۹ ہے - اس قدر ضعیف روایات امام احمد کی سند سے ہیں جس میں وہ اپنے مشایخ سے روایت کرتے ہیں